24
46-45

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

بیاد

حضرت مولانا مفتی محمودؒ

شمارہ ۴۵، ۴۶

۶ اکتوبر اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۱ء

۸ محرم اور ۱۵ محرم ۱۴۰۲ھ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسہ

غزل

شر پسندوں کے وہ ذہنوں کو غذا دیتے رہے
اختلافات کو جو لوگ ہوا دیتے رہے

گل کو نکہت کہیں غنچوں کو ادا دیتے رہے
تشنہ نغمات کو ہم صوت و صدا دیتے رہے

وہ جو مفہومِ وفا سے نہیں واقف اب تک
کیا غضب ہے وہ ہمیں درسِ وفا دیتے رہے

رات اندھیری تھی اگرچہ یہ سڑک روشن تھی
زخمِ دل راہ گذاروں کو ضیا دیتے رہے

مسئلے لوگ نئے روز اٹھاتے ہی رہے
دعوتِ فکر پئے ذہن رسا دیتے رہے

گو کہ دشوار تھا دو گام بھی چلنا لیکن
زندگی دشت کو ہم آبلہ پا دیتے رہے

وہ جو تحقیر سے لیتے تھے مرا نام شفیق
کل مثالوں میں وہی نام مرا دیتے رہے

شفیق دہلوی — (دہلی بھارت)

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

جلد ۲۴ شمارہ ۲۵/۲۶
جمعۃ المبارک ۸ محرم اور ۱۵ محرم ۱۴۰۲ھ

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر
ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر معاون
زاہد بلند شہری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور
کے از مطبوعات نظام علماء پاکستان

نئے سیاسی نظام کا خاکہ

ان دنوں اسلامی نظریاتی کونسل و دیگر سرکاری اداروں اور قومی حلقوں میں ایک ایسے سیاسی نظام کا خاکہ موضوع بحث ہے جس کا نفاذ پاکستان میں مقصود ہے اور جس کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے کہ نیا سیاسی نظام اسلامی احکام و تعلیمات کا آئینہ دار ہوگا۔ اس مجوزہ نظام کے خد و خال اور اس کے نفاذ پر ردّعمل کے بارے میں مختلف راہنماؤں سے غیر رسمی بات چیت کا سلسلہ بھی جاری ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسلامی نظام کے حوالے سے ایک نئے سیاسی ڈھانچے کی تشکیل کا مرحلہ زیادہ دُور نہیں ہے۔

دریں اثناء صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ وہ نومبر کے دوران مجلس شوریٰ یا وفاقی کونسل کی تشکیل کا باقاعدہ اعلان کرنے والے ہیں اور انہوں نے اس سلسلہ میں متعدد ذرائع استعمال کر کے مناسب افراد کو نامزدگی کے لئے چن لیا ہے۔

اس موقع پر ہم زیادہ تفصیلات میں جائے بغیر اصولی طور پر اتنی بات عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کسی بھی نئے سیاسی نظام کے نفاذ سے پہلے چند امور پر گہرے غور و خوض اور سنجیدہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اوّل یہ کہ پاکستان بننے کے بعد سے یہاں بار بار آئینوں کی تبدیلی کا تجربہ ہوتا رہا ہے اور ملک ابھی تک مختلف دستوروں اور سیاسی نظاموں کی تجربہ گاہ بنا ہوا ہے جبکہ ہمارا پڑوسی ملک بھارت ہمارے ساتھ آزاد ہونے کے بعد تسلسل اور استحکام کے ساتھ ایک سیاسی عمل کو اپنائے ہوئے ہے اور ہمارے بیشتر قومی مسائل کی بنیادی وجہ یہی دستوری اور سیاسی ڈھانچوں کی بار بار تبدیلی بھی ہے، اس لئے تجربات کے اس عمل کو مسلسل جاری رکھنے کے مضمرات اور نتائج سے صرف نظر نہیں کرنا چاہیئے۔

دوم یہ کہ ۱۹۷۳ء کا آئین کافی انتظار اور کشمکش کے بعد ملک کو نصیب ہوا اور اس کی تمام دیگر مثبت و منفی باتوں سے قطع نظر صرف یہ کشش ہی اس کو باقی رکھنے کے لئے کافی ہے کہ اس پر ملک کے کم و بیش سبھی سیاسی عناصر کا اجماع ہو چکا ہے اور سیاسی بصیرت کا کہنا ہے کہ اب ایسا اجماع شاید کسی اور سیاسی نظام کو میسر نہ آسکے، اس لئے یہ پہلو بھی سنجیدہ توجہ کا طالب ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ اسلام کے حوالے سے سیاسی نظام کی جب بھی بات کی جائے گی اس بات کو پیشِ نظر رکھنا پڑے گا کہ اسلام سیاسی عمل کی نفی نہیں کرتا بلکہ اسے انبیاء کرام علیہم السلام کے منصبی فرائض کا ایک حصہ اور مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ اسی طرح اسلام اظہار رائے کے غیر مشروط حق اور نمائندگی کے اصول کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ اس کا بہت بڑا داعی ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اور برے حکمرانوں کے درمیان فرق کا معیار یہ قرار دیا ہے کہ اچھے حکمرانوں کے ساتھ ان کی رعیت کا رشتہ محبت اور اعتماد کا ہوتا ہے اور برے حکمرانوں کا اپنی رعیت کے ساتھ تعلق بغض اور نفرت کا ہوتا ہے اب اس محبت اور نفرت کے درمیان فرق کا عملی ذریعہ آج کے دور میں صرف اور صرف انتخاب اور ووٹ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی صورت ممکن نہیں کہ حکمران اور رعیت کے درمیان محبت یا نفرت کے تعلق کا تعین کیا جا سکے، اسلئے یہ ضروری ہے کہ ان امور کو بہرحال پیش نظر رکھا جائے اور کسی بھی ایسی بات سے حتی الوسع گریز کیا جائے جو ملک میں کسی نئی کشمکش اور کشیدگی کا باعث بن سکتی ہو۔

نظام العلماء میں اتحاد کا عمل

نظام العلماء پاکستان کی مرکزی چھ رکنی کمیٹی نے اپنے دو اجلاسوں کے بعد ایک فارمولا پر اتفاق کر لیا ہے جس پر پانچ ارکان کے دستخطوں کے علاوہ مرکزی ناظم اول مولانا فضل الرحمٰن نے بھی اتفاق کا اعلان کر دیا ہے اور اب یہ فارمولا آخری منظوری کے لئے حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ العالی کے پاس ہے۔

نظام العلماء پاکستان میں حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز کی وفات کے بعد تنظیمی امور اور پالیسی کے معاملات پر اختلاف رائے اور کشمکش کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اس پر جماعتی احباب اور بہی خواہ حلقوں کو بجا طور پر تشویش تھی، لیکن یہ امر باعث اطمینان رہا کہ دونوں طرف سے اپنے موقف کی صحت پر شدت کے ساتھ اصرار کے باوجود یہ جذبہ تمام امور پر حاوی رہا کہ جماعت کو تقسیم ہونے سے بچایا جائے اور فریقین نے اختلاف اور مناقشت کی حدود کو چھو لینے کے باوجود اس مشترک جذبہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جس کا نتیجہ اس خوشگوار شکل میں سامنے آیا کہ پہلے تنظیمی مسائل باہمی افہام و تفہیم سے طے ہوتے اور اب پالیسی سے متعلق امور پر بھی ایک متفقہ فارمولا تک دونوں فریق پہنچ گئے ہیں اور کم و بیش یقین کی بات ہے کہ حضرت الامیر مدظلہ کی منظوری کے بعد نظام العلماء پاکستان اپنے جماعتی مقاصد کی تکمیل کے لئے اجتماعی سفر کا آغاز کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہم ملک بھر میں جماعتی حلقوں اور بہی خواہوں کو اس پیش رفت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کی دلی دعاؤں اور توجہات کا نتیجہ ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جماعتی احباب بے دلی اور اضطراب کے اس دور سے نکل کر اب نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ اسلامی نظام کے نفاذ اور جمہوری عمل کی بحالی کے لئے جدوجہد کا آغاز کریں گے۔

اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور کی ایک عظیم پیشکش

فتح الباری (عربی)

الگ الگ جلدیں بھی دستیاب ہیں۔

بشرح صحیح الامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری

- حافظ ابن حجر العسقلانی کی محدثانہ تحقیق کا عظیم شہکار۔
- فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز نے اس ایڈیشن کی تصحیح کی۔
- الاستاذ محمد فواد عبد الباقی نے متنِ صحیح کے ابواب کی نمبرنگ کی ہے
- مقدمہ سمیت ۱۴ جلدوں میں نہایت آب و تاب کے ساتھ

شائع ہو گئی ہے

کاغذ طباعت اور تجلید کے اعتبار سے ایک لاجواب اور یادگار ایڈیشن

ہدیہ مکمل سیٹ /۱۵۰۰ روپے ہے مگر عام اشاعت کے پیش نظر صرف /۱۲۵۰ روپے میں پیش خدمت ہے

لاہور میں اسلامی کتب (عربی، اردو، انگریزی) کا سب سے بڑا ادارہ

شوروم: اسلامک پبلشنگ ہاؤس

۲۔ شیش محل روڈ (متصل بھاٹی چوک) لاہور

ہفتہ رفتہ و گذشتہ | زاہد بلند شہری

جنگ نہ کرنے کا معاہدہ اور بھارت

گذشتہ ہفتہ صدر ضیاء الحق کی بھارت کو جنگ نہ کرنے کے معاہدے کی پیشکش کے بعد بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی نے دہلی ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے عدم جارحیت کے معاہدہ کے متعلق پاکستان سے وضاحت طلب کرلی ہے، اور یہ کہ پاکستان ایک طرف اسلحہ جمع کررہا ہے اور دوسری طرف جنگ نہ کرنے کی باتیں کررہا ہے۔ ایسے وقت میں یہ پیشکش بے معنی ہے۔

موصوفہ کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان کے مبصرین نے کہا کہ وہ صرف پاکستان کی طرف ہتھیاروں کی خریداری کو مدنظر رکھتے ہیں اور اس حقیقت کو نظرانداز کردیتے ہیں کہ بھارت خود ہتھیاروں کے انبار لگا رہا ہے۔ حال ہی میں بھارت نے روس سے ایک ارب ساٹھ کروڑ ڈالر کے جدید ترین ٹینکوں، زمین سے فضا اور فضا سے زمین میں مار کرنے والے میزائلوں اور جہازوں کی خریداری کا سودا کیا ہے۔ اس کے علاوہ فرانس سے ڈیڑھ سو میراج طیاروں کی خریداری کا سودا بھی طے ہو چکا ہے۔ یہ تمام ہتھیار بھارت میں تیار ہونے والے ہتھیاروں کے علاوہ ہیں

ہم پچھلے کالموں میں برصغیر کی صورتحال اور ۱۹۵۹ء کے معاہدے کے بارے میں کچھ لکھ چکے ہیں۔ متذکرہ "پیش کش کی وضاحت" طلب کرتے وقت اندرا نے جو لب و لہجہ اختیار کیا ہے وہ بلاشبہ ان کی زبان نہیں، لیکن وہ جانتے بوجھتے بھی پاکستان کے ساتھ کشیدہ حالات پیدا کرکے برصغیر کو ایسی وادی میں دھکیل رہی ہیں جہاں تباہی بربادی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ہیں جہاں انسانیت ختم ہو جاتی ہے۔

وہ بھول رہی ہیں کہ "روسی بیساکھیاں" کڑے وقت میں ان کا ساتھ نہیں دیں گی۔ بھارت کا اس سراب کے پیچھے بھاگنا اپنے کو تباہی کی طرف لے جانے کے مترادف ہے۔

بھارتی حکمران اس خطہ کو جیسے بہانے سے بڑی طاقتوں کے درمیان جنگ کا اکھاڑا بنانا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس جنگ سے وہ بہت کچھ حاصل کرلیں گے، لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ بہتر یہی ہے کہ بھارت اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جنگ نہ کرنے کے معاہدے کے لئے بڑھا ہوا ہاتھ تھام لے۔

اندرا گاندھی پاکستان پر تنقید کرنے کے بجائے اپنے گریبان میں ذرا جھانک لیں کہ انہوں نے کتنا اسلحہ خود تیار کیا اور کتنا اپنے حلیفوں سے خریدا ہے۔ اگر یہ تعداد پاکستان کے اسلحہ کی تعداد سے زیادہ ہو تو پھر بھارت کو تنقید و اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ اگر ہماری نہیں تو وہ اپنے ہم وطن ہم پیشہ آڈن کی بات پر ہی کان دھرلیں۔

پاکستان بھارت سے آٹھ گنا چھوٹا ملک ہے۔ بھارت کو اس سے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرکے اسلحہ کا ذخیرہ کررہی ہیں۔ درحقیقت پاکستان کی سالمیت اسوقت خطرے میں ہے۔ ادھر روس اور افغانستان ہیں تو دوسری طرف بھارت ہے جبکہ شمال مغربی سرحد پر اصل خطرہ ہے اور ظاہر ہے وہاں براہ راست ایک بڑی طاقت ملوث ہے۔ اس کی جارحیت سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان اسلحہ کے معاملہ میں محتاج نہ ہو۔ شمال مغربی سرحد کسی لمحہ محفوظ نہیں۔ ایسے میں اگر پاکستان اپنے کو مضبوط نہ بنائے تو کیا کرے۔ کیا اپنے ہمسایوں کے لئے "میٹھی کٹاری" بن جائے۔

حکیم فیلسوف بہمن یار

شیخ ابوعلی کا شاگرد تھا۔ آذربائیجان میں پیدا ہوا۔ کتاب التحصیل، کتاب الرتبہ (علم منطق میں) اور ایک کتاب علم موسیقی میں اس کی تصنیفات ہیں۔ شیخ سے تیس سال بعد وفات پائی، فرمایا:

۱۔ عقل انیس غربت ہے۔

۲۔ جو شخص علوم حقیقی حاصل کرتا ہے اور حکماء کے اخلاق سے متصف نہیں ہوتا وہ درحقیقت حقائق علوم سے جاہل ہوتا ہے

مرسلہ: غزالہ ضیاء

فریضہ حج ادا کرنے والے فرزندانِ توحید کے اعداد و شمار

پندرھویں صدی ہجری کا پہلا حج بخیر و خوبی گزر گیا۔ لاکھوں فرزندانِ توحید نے اس اہم فریضہ کو ادا کیا۔ دنیا کے کونے کونے سے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے آنے والے مسلمانوں کی ترتیب درج ذیل ہے:-

ایشیائی ممالک

نام ملک	تعداد حاجی
افغانستان	۲۳۵۶
ملائشیا	۲۲۷۰۴
پاکستان	۶۹۳۴۳
سری لنکا	۷۲۸
چین	۷۲
برونئی	۴۲۱
فلپائن	۱۸۵۱
ترکی	۳۷۰۴۲
ایران	۷۵۳۹۱
ہندوستان	۲۶۲۸۰
بنگلہ دیش	۱۱۲۹۶
انڈونیشیا	۶۹۰۰۲
تھائی لینڈ	۲۷۵۳
دوسرے ایشیائی ملک	۲۷۸
تعداد حجاج کل ایشیائی ملک	۳۲۲۶۲۰

عرب ممالک

تیونس	۹۵۵۸
قطر	۹۴۴
بحرین	۲۴۹۰
صومالیہ	۵۲۷۱
ماریطانیہ	۱۴۵۵
جیبوتی	۴۹۳
کویت	۵۲۶۴
فلسطین	۵۵۸۵
مراکش	۲۱۱۰۳
متحدہ عرب امارات	۵۰۸۳
لبنان	۹۸۰۰
شام	۳۷۵۴۷
مصر	۸۳۹۰۷
عراق	۴۰۸۷۷
سوڈان	۲۵۶۳۵
لیبیا	۲۴۹۵۸
اردن	۲۵۲۲۹
عمان	۷۹۴۰
یمن	۵۷۰۸۵
الجزائر	۳۷۵۹۰
جنوبی یمن	۱۰۵۰۰
تعداد حجاج کل عرب ممالک	۴۱۸۰۲۶

افریقی ممالک

بنین	۱۰۲۷
نائجیریا	۱۰۰۳۰۰
سینیگال	۴۲۳۷
نائجر	۳۶۲۳
ایتھوپیا	۱۰۹۴
مالی	۳۰۶۸
اپر وولٹا	۳۶۶۹
کیمرون	۱۹۲۶
زائر	۱۸
یوگینڈا	۱۴۲
تنزانیہ	۱۱۹۲
کینیا	۱۰۹۹
ماریشس	۲۸۶
لائبیریا	۱۲۴
گیمبیا	۴۱۰
چاڈ	۲۲۰۷
گنی	۲۴۱۳
گھانا	۱۴۵۴
ٹوگو	۲۵۱
جنوبی افریقہ	۱۲۴۸
آئیوری کوسٹ	۱۵۴۳
سیرالیون	۵۱۲
زامبیا	۳۷
وسطی افریقہ	۴۷۰
جزائر قمر	۴۷۵
دوسرے افریقی ملک	۷۲
کل تعداد حجاج کرام افریقی ممالک	۱۳۲۹۹۷

یورپی اور امریکی ممالک

متحدہ امریکہ	۵۵۷
یونان	۲۹۹
یوگوسلاویہ	۸۹۹
کینیڈا	۱۳۶
فرانس	۷۸۴
برطانیہ	۲۶۵۰
ہالینڈ	۷۸
آسٹریلیا	۵۹
دوسرے ملک	۲۶۹
کل حجاج کرام یورپ اور امریکی ممالک	۵۷۲۴

(باقی ص ۸ پر)

خبر یہ ہے کہ

ترتیب: تحسین احمد

۲۳ اکتوبر

- سابق مسلم لیگی رہنما خان عبدالقیوم اسّی سال کی عمر میں اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔
- ایرانی پارلیمنٹ نے نامزد وزیر اعظم ڈاکٹر علی دلائی کو ۷۶ کے مقابلے میں اسّی ووٹوں سے مسترد کر دیا۔
- حکومت ایئر کنڈیشن کے لئے لائسنس ضروری قرار دینے کے بارے میں عنقریب فیصلہ کرنے والی ہے۔
- صبح نو بج کر بیس منٹ پر ۲-۱ افغان طیاروں نے شمالی وزیرستان میں داخل ہو کر پاکستان کی فضائی خلاف ورزی کی۔
- کابل سے دس کلو میٹر دور مجاہدین نے برک کارل کے گاؤں کمری کا بڑا حصہ تباہ کر کے نذر آتش کر دیا۔
- امریکہ کے وزیر دفاع دائن برگر نے کہا ہے کہ اگر نیٹو ممالک نے درمیانی فاصلے تک مار کرنے والے ایٹمی میزائل نصب نہ کئے تو وہ فوجی لحاظ سے کمزور ہو جائیں گے۔
- ایران میں مزید بارہ افراد کو سزائے موت سنادی گئی۔

۲۴ اکتوبر

- بس کے حادثہ میں چودہ افراد ہلاک ہو گئے۔
- نیٹو کے سابق کمانڈر انچیف جنرل دالٹر ہیگ نے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں پاکستان کو بے یار و مددگار چھوڑنا مغرب کے لئے نقصان دہ ہوگا۔
- اسرائیلی فوج کے چیف نے انکشاف کیا کہ اسرائیلی طیاروں نے سعودی عرب کی جاسوسی شروع کر دی ہے۔
- اندرا گاندھی پر قاتلانہ حملہ کے ملزم کو تین سال قید با مشقت کی سزا سنادی گئی۔
- دوسری شادی کی اجازت نہ دینے پر سنجے گاندھی کی بیوہ مانیکا نے خواب آور گولیاں کھالیں۔
- پیرس میں مقیم ایرانی لیڈر مسعود رجاوی نے کہا ہے کہ ہم چند ماہ میں خمینی کا تختہ الٹ سکتے ہیں۔
- امریکہ نے روس کے اس الزام کی تردید کی ہے کہ امریکہ نیٹو کے اتحادی ممالک کے ساتھ مل کر پولینڈ میں فوجی مداخلت کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔

۲۵ اکتوبر

- صدر نے کہا ہے کہ وفاقی کونسل نومبر میں بن جائے گی۔
- سرکاری فنڈ سے پچاس لاکھ روپے ذاتی استعمال میں لانے پر بھٹو کے وارثوں کو عدالت میں طلب کر لیا گیا۔
- معروف ہفت روزہ رسالہ "الیوم" کے مطابق صدر سادات کے قتل کے الزام میں ۳۵۶ افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔
- موٹر سائیکلوں پر سوار تین افراد نے بھارتی پنجاب کے شہر چندی گڑھ میں جنتا پارٹی کے سیکریٹری جنرل مہندر پال کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔
- ادبی کتابوں پر سنسر ختم کر دیا گیا۔
- ایران میں بارودی سرنگ پھٹنے سے چار افراد ہلاک اور سات زخمی ہو گئے۔
- ایران میں چار ماہ کے دوران ۱۷۸۰ افراد کو پھانسی دے دی گئی۔
- لندن میں لاکھوں افراد نے ایٹمی ہتھیاروں کی تنصیب کے خلاف مظاہرہ کیا۔

۲۶ اکتوبر

- وزیر خارجہ آغا شاہی نے کہا ہے کہ پاکستان بھارت سے جنگ نہ کرنے کے معاملہ پر مذاکرات کے لئے تیار ہے۔
- گورنر آذر بائیجان کے مشیر کو ہلاک کر دیا گیا۔
- لیبیا نے کہا ہے کہ امریکی اواکس طیارے میزائلوں کی زد میں آجائیں گے۔
- افغان حریت پسندوں نے نمک کی دو بڑی کانوں پر قبضہ کر لیا۔
- بڑے پیمانے پر جوہری اسلحہ کی دوڑ کے خلاف روم۔ لندن۔ برسلز میں لاکھوں افراد نے مظاہرے کئے۔
- برصغیر کے جید عالم اور مقبوضہ جموں و کشمیر یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر آصف علی اصغر فیضی اور سابق بھارتی وزیر اعظم ڈیسائی کی اہلیہ انتقال کر گئیں۔
- مراد آباد بھارت میں مقامی ہندی اور انگریزی رسالوں کے ایڈیٹر سروپش شرما کو خالصتان کی مخالفت کے باعث قتل کر دیا گیا۔
- سیلن زدہ جگہ میں رکھنے کے باعث مصری "ممیاں" بیمار ہو گئیں۔

۲۷ اکتوبر

- افغانستان کے ایک جاسوس اور چار لڑاکا طیاروں نے پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی۔
- بھارت کے سابق وزیر خارجہ نے کہا کہ اندرا گاندھی نے پڑوسی ملکوں سے کشیدگی پیدا کر کے غریب عوام پر اسلحہ کی خریداری کا بوجھ مسلط کر دیا ہے۔
- سکھوں نے کہا ہے کہ ہندوؤں کو ان کے مذہب کے مطابق ہتھیار رکھنے کی اجازت دی جائے۔
- آیت اللہ خمینی نے کہا کہ حکومت چلانا انقلاب لانے سے مشکل ہے۔
- معزول شاہ کی بیوہ فرح دیبا نے کہا کہ

وہ مصر چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہیں۔

• ایران نے ایلسلواڈور کی انقلابی تنظیموں کو تسلیم کر لیا۔

• بھارتی نامہ نگار کی بہن شانتی لادیوی کو بمبئی پولیس نے ارتکاب زنا کے بعد قتل کر دیا۔

• افغانستان کے صوبہ جوزجان میں مجاہدین نے ایک سفر کے دوران تین روسی فوجی افسروں کے ساتھ ایک خاتون افسر کو گرفتار کر لیا۔

۲۸ اکتوبر

• صدر ضیاء الحق نے کہا کہ ملک میں اسلامی عدالتی نظام رائج کیا جائے گا۔

• درست فیصلہ نہ کرنے والے ایرانی مجوں کو قید کر لیا گیا۔

• پوپ پال کے قاتل محمت علی آغا نے جیل میں بھوک ہڑتال کر دی۔

• ایک سروے کے مطابق پاکستان میں کروڑ پتی افراد کی تعداد ۱۲۲ اور لکھ پتی افراد تک پہنچ گئی ہے۔

• وائس آف امریکہ کی اطلاع کے مطابق نئی دہلی میں خالصتان کے حامی ۹ افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

• لوگڑ میں مجاہدین کی چوکی پر روس اور کارمل انتظامیہ کی فوج نے حملہ کر دیا۔

• مجاہدین کے قبضہ سے ایک اہم روسی قیدی کو چھڑانے کے لئے روس نے عالمی ریڈ کراس سے رابطہ کر لیا۔

• بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی نے امریکہ میں چہرے پر پلاسٹک سرجری کرالی۔

• ایران کے سرکاری حلقوں نے بتایا ہے کہ سابق ایرانی فضائیہ کے سربراہ کی سزائے موت یقینی ہے۔

۲۹ اکتوبر

• روس کے صدر برزنیف نے کہا ہے کہ دنیا پر ایٹمی جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔

• اقوام متحدہ کے نئے سیکرٹری جنرل کے انتخاب میں دونوں امیدواروں کو مسترد کر دیا گیا۔

• پنجاب (بھارت) کے وزیراعلیٰ دربارہ سنگھ کے بھائی سردارہ سنگھ کی گرفتاری کے لئے بھارتی حکومت نے پچاس ہزار روپے کے انعام کا اعلان کر دیا۔

• کابل میں مقیم پاکستانی قیدیوں کو افغان حکومت نے دھمکی دی ہے کہ اگر ان کا کہنا نہ مانا گیا تو پاکستان کے حوالے کر دیا جائے گا۔

• چاڈ کے وزیر خارجہ نے لیبیا کے تعاون سے صدر کا تختہ الٹ دیا۔

• ایران میں مزید ۵۳ افراد کو گولی مار دی گئی۔

• صدر قذافی نے الزام لگایا ہے کہ امریکہ چھوٹے ملکوں کو دہشت زدہ کر رہا ہے۔

• افغانستان کے علاقے واخان میں اشکاشم کے قصبے میں روسی فوجوں کا زبردست اجتماع ہو رہا ہے۔

زاہد بلند شہری

ہم — مشکور — ہیں

روز اخبار میں پڑھنے میں آتا ہے کہ فلاں سڑک ٹوٹی ہوئی ہے، سڑک پر گڑھے ہیں، کہیں روڑے پتھر پڑے ہیں۔ ان شکوؤں کے ساتھ کارپوریشن اور ایل ڈی اے پر ستھری اور نتھری تنقید بھی ہوتی ہے۔ روز روز کی شکایات سے ان دونوں اداروں کے "دیدوں میں شرم" کا پانی خشک ہو گیا ہے نلکوں کا پانی تو پہلے ہی خشک ہے۔

آپ کو حیرت نہ ہو تو آپ کو بتائیں کہ ہم ان دونوں اداروں کے بہت مشکور ہیں اور درازی عمر کی دعا دیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ خیال آپ کے ذہن میں آئے گا کہ عوام کے مسائل حل کرنے کے بجائے الجھانے والوں کے لئے ہمارے سینے میں نرم گوشہ کیوں ہے؟ شاید آپ یہ بھی کہیں کہ مبینہ یہ دونوں ادارے اس "صلے" میں کچھ دیتے ہوں گے۔ یہ بات بھی نہیں۔ وہ دور گیا جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ تعریف و توصیف کے لئے کچھ لیا دیا جاتا تھا ورنہ ہم اس موڈ میں ہیں کہ کسی کی بے جا اور "باجا" تعریف کریں۔

ہم ان دونوں اداروں کے مشکور اس لئے ہیں کہ ان دونوں اداروں کے دیئے ہوئے جا بجا گڑھے ٹوٹی پھوٹی سڑکیں ٹریفک کو آہستہ چلنے پر مجبور کرتی ہیں سپاٹ سڑک پر تو ۱۸ سال لڑکے کے ساتھ ساتھ ۸۰ سال بوڑھے کا بھی جی چاہتا ہے کہ آج جانے دے گاڑی کو! انجام خدا جانے۔ لیکن ان ٹوٹی سڑکوں اور ان میں موجود گہرے گڑھوں کے ہوتے ہوئے کس کی مجال کہ دس کلو میٹر فی گھنٹہ سے زیادہ چلا لے۔ ظاہر ہے تیز رفتاری زندگی سے بیزار ہی والا معروف شعر تخیل میں موجود ہوگا۔ اس طرح آہستہ ٹریفک میں حادثات کم ہوں گے۔ ہماری رائے میں تو ہوں گے ہی نہیں خصوصاً ننھے منّے بچے محفوظ و مامون سڑک پار کریں گے۔ بڑے شہروں میں تیز رفتاری روکنے اور ٹریفک کنٹرول کرنے کا یہی بہتر طریقہ ہے۔

کارپردازان ٹریفک پولیس اس طریقہ پر سنجیدگی سے غور فرمائیں اور اس پر عملدرآمد کا حکم دے دیں تو باقی ماندہ معدودے چند درست سڑکوں کے ساتھ "زیادتی" کی جا سکتی ہے۔ اس طرح آئندہ کروڑوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے جو نئی سڑکیں بنوانے پر خرچ ہوں گے اور ہزاروں قیمتی جانیں بھی بچائی جا سکتی ہیں اور ٹریفک پولیس پر خرچ ہونے والی خطیر رقم بھی بچ جائے گی۔ امید ہے یہ کالم ایل ڈی اے اور کارپوریشن کے لئے مژدہ سے کم نہیں ہوگا لیکن دفعہ (۳۰) کے ملازمین اس تجویز کو یقیناً قابل دست اندازی پولیس جرم تصور کریں گے۔

مولانا سعید الرحمٰن صاحب ندوی

کیا بھولیں کیا یاد رہے = اخلاقی قدروں سے

یہ تقریر ۱۹ جون ۸۱ء کو آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے نشر ہوئی جس کے افادیت و اہمیت کے وجہ سے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

انسانی زندگی کا امتیاز دراصل ان اخلاقی قدروں سے ہے جن کی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا گیا اور فرشتوں کے مقابل میں بھی اعلیٰ مقام بتایا گیا۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے اپنی زندگی کو اخلاق کے اس بے مثال جوہر سے الگ کر دیکھئے اور دیکھئے کہ آپ میں اور عام جانور میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ لوگوں کی عزت پر حملہ کرنے لگیں اور ان کے جان و مال کے لئے خطرہ بن جائیں اور لوگ آپ سے ڈرنے اور دور بھاگنے لگیں تو آپ کو دنیا کن الفاظ سے یاد کرے گی اور آپ میں اور ایک بلند اخلاق انسان میں کیا نسبت باقی رہ جائے گی۔

انسانی قدروں ہی کے طفیل انسان ایک عظیم شخصیت بنتا ہے اور عظمت و بلندی کا تاج اس کے سر پر جلوہ آرا ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جس ذات نے انسان کو پیدا کیا ہے اسی نے اخلاقی قدروں کو بھی انسانیت کی سربلندی کا زیور بنا کر نازل کیا ہے اور انسان روز اوّل سے اخلاقی قدروں کے ساتھ وابستہ ہے اور دونوں میں لازم و ملزوم کا رشتہ ہے۔ نبی اسلام کا امتیازی وصف سب سے بڑی آسمانی کتاب قرآن میں بتایا گیا ہے کہ لے نبی! آپ اخلاق کے عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہیں۔

انسان پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ وہ اپنے مقام سے واقف نہیں تھا، اخلاق کی روشنی سے وہ محروم تھا۔ اس میں اور جنگل کے درندوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ طاقتور انسان کمزور انسان کا خون بہاتا تھا۔ اس کی عزت، اس کی جان، اس کا مال ہر چیز کی وہ بے حرمتی کرتا تھا بالکل اسی طرح جس طرح جنگل کا بڑا جانور چھوٹے کو کھا جاتا ہے اور طاقتور کمزور کو دبا دیتا اور مار ڈالتا ہے، لیکن زندگی کا یہ طریقہ بالکل غیر فطری تھا اور زیادہ دنوں تک اس کا برقرار رہنا قانون فطرت کے خلاف تھا۔

یہیں سے اخلاقی قدروں کا دور شروع ہوا۔ انسان کی عظمت دوبالا ہوئی۔ انسانیت کو سربلندی نصیب ہوئی۔ اور چھوٹے کے ساتھ بڑے کو شفقت کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا، چھوٹے کو بڑے کے ساتھ عزت و تعظیم کا معاملہ کرنے کو کہا گیا، انسانوں کے باہمی حقوق کا تعین کیا گیا، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے الگ الگ حقوق بتائے گئے۔ والدین کے حقوق اولاد پر اور اولاد کے حقوق والدین پر، بیوی کا شوہر پر اور شوہر کا بیوی پر، پڑوسی کے حقوق پڑوسی پر۔ دوست کا حق دوست پر، گھر کے اندر کی زندگی میں حقوق کی حدیں مقرر ہوئیں۔ باہر کی زندگی میں معاملات کی تفصیلات واضح کی گئیں، اس کے ساتھ زبان کی برائیوں، دل کی بدگمانیوں نظر کی کوتاہیوں اور دورنگی کے معیبتوں سے آشنا کیا گیا۔ جھوٹ، غیبت، حسد، بدگمانی دل کے کھوٹ اور دوسروں کو حقیر سمجھنے اور غرور و گھمنڈ کی لعنتوں سے روکا گیا۔

نبی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال تک محنت کرنے اور زندگی و سماج کی برائیوں کا خاتمہ کر دینے کے بعد ایک نمونہ کی سوسائٹی قائم فرما کر دنیا کو اخلاقی قدروں کی اہمیت سے آشنا کر دیا تھا لیکن انہوں نے حجۃ الوداع کے موقعہ پہ جو عظیم الشان تقریر فرمائی اس میں بار بار ان اخلاقی قدروں پہ کاربند رہنے اور ان کو زندگی میں نافذ کرنے پر زور دیا ہے۔

"اے لوگو! جس طرح آج کے دن کی، اس مہینہ اور اس شہر کی عزت کرتے ہو اسی طرح ایک دوسرے کی جان و مال کی عزت کرو اور اس کو اپنے اوپر حرام سمجھو دوسروں پر ظلم نہ کرو۔ خبردار میرے بعد تم لوگ سچائی کے راستے سے بھٹک نہ جانا۔ آپس میں خون خرابہ نہ کرنا۔ عورتوں کے ساتھ شفقت و نرمی سے پیش آنا۔ غلاموں سے

اچھا سلوک کرنا، غذا و لباس میں ان کے ساتھ کسی قسم کی تفریق نہ برتنا، ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا، اے لوگو! جو کام کرو سچے دل سے کرو۔ آپس میں خیر خواہی کا جذبہ رکھو اور ایکتا و اتحاد کی راہ سے ہرگز نہ بھٹکو۔"

دیکھنے میں تو یہ ایک مختصر سی نصیحت ہے، لیکن اس میں اخلاقی تعلیمات کا ایک سمندر موجزن ہے اور دنیا نے بارہا تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ ان اخلاقی تعلیمات میں زندگی کی خوشیوں اور دنیا میں امن و خوشحالی کا راز مضمر ہے۔ جب بھی انسانوں نے ان تعلیمات کو سینے سے لگایا اور اندرو باہر کی زندگی میں، انفرادی اور اجتماعی میدانوں میں ان پر عملدرآمد شروع ہوا تو انسانی معاشرہ امن و خوشحالی کی نعمتوں سے سرفراز ہوا۔ آدم کی اولاد نے سکون و مسرت کی عظیم وسعتوں میں زندگی بسر کی اور دنیا کو جنت نشان بنایا

اخلاقی قدریں جب بھی انسانی زندگی پر اثر انداز ہوئیں اور انسانوں نے اخلاقی اصولوں کو اغراض اور ذاتی مفاد پر مقدم رکھا اس وقت ایک نمونے کا معاشرہ وجود میں آیا یا کم از کم اس معاشرے کے افراد کو زندگی میں امن و استحکام نصیب ہوا اگر آج کے معاشرے میں بھی ہم اپنے کو بھول کر دوسروں کو یاد رکھیں یا بالفاظ دیگر کچھ باتوں کو بھول کر کچھ باتوں کو یاد رکھیں تو بڑی حد تک معاشرہ اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اور زندگی میں بےچینی اور بے یقینی کی کیفیت کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اگر ہم بھول جائیں کہ ہمارا حق دوسروں پر کتنا ہے اور ہم کس حد تک دوسروں کے احترام و تعظیم کے مستحق ہیں اور ہمیں یہ یاد رہے کہ دوسروں کے کتنے حقوق ہمارے اوپر عائد ہوتے ہیں تو نمونے کی سوسائٹی قائم کرنے میں ہم بہت بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

عمر کی بڑائی، علم و فضل کی بلندی، آباء و اجداد کی عزت اور خاندان کی عظمت و اہمیت کو بھول کر اگر ہم یاد رکھیں کہ تکبر انسان کو ذلیل کر دیتا ہے، خاندان اور اپنے بزرگوں کی عظمت پر بھروسہ کرنے والا انسان کبھی کامیابی کی منزل تک نہیں پہنچ پاتا تو سماج کی اکثر برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم یہ بھول جائیں کہ ہم بہت کچھ ہیں اور یہ یاد رکھیں کہ ہم کچھ نہیں تھے تو بہت سی انفرادی اور اجتماعی خرابیاں معاشرہ کے اندر سے دور ہو سکتی ہیں۔

ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حسد ایک لعنت ہے، ظلم ایک گھناؤنی شکل ہے طاقت اور برتری کی، غیبت معاشرہ کا سب سے بڑا روگ ہے، اسی کے ساتھ ہم کو ان برائیوں کے ختم کرنے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو بھی یاد رکھنا چاہیئے تاکہ ظلم کو ہر قیمت پر روک سکیں، جھوٹ پر ہر حال میں پابندی لگا سکیں، حسد، غیبت، بدزبانی، سخت خوئی اور دورنگی کی پالیسی کو ہر طرح سے مٹا سکیں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ پڑوسی کا ہمارے اوپر کیا حق ہے۔ اگر وہ کمزور ہے تو اسے تقویت پہنچانے کے لئے ہم کو کس طرح کے کردار کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اگر وہ غریب ہے تو اس کی کس طرح مدد کرنی ہوگی۔ اگر وہ بیمار ہے تو ہم کو اس کی کتنی فکر کی ضرورت ہوگی۔ اگر مصیبت زدہ ہے تو اس کی مصیبت میں کس طرح ہاتھ بٹانا ہوگا۔ اور اگر وہ طاقتور اور مالدار ہے تو ہمیں کس طرح اس سے معاملہ کرنا ضروری ہوگا۔ اسی طرح ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی ذاتی مصروفیات اور مادی مشاغل سے وقت نکال کر ہم اپنے خدا کی طرف بھی متوجہ ہوں اور اس کے حقوق کو ادا کرنے کے لئے اپنی جان اور اپنے مال کی کس حد تک قربانی دیں۔ ہمیں نہ بھولنا چاہیئے کہ اس کی دی ہوئی دولت میں اس کے کمزور اور غریب بندوں کا بھی حق ہے اور اس کی بخشی ہوئی صحت و طاقت سے کمزوروں کو سہارا دینے اور اس کی راہ میں کچھ جھکنے اور وقت نکالنے کی بھی ذمہ داری ہم پر ہے۔

اگر حقیقت بین نظروں سے آج کے بگڑے ہوئے معاشرہ کا جائزہ لیا جائے تو اس بگاڑ کا اصل سبب ہم کو یہی نظر آئے گا کہ اخلاقیات کے فطری عمل کو ہم نے روک دیا ہے اور ان قدروں کو جو زندگی کو امن و خوشحالی کی ضمانت دیتی ہیں، ہم نے اغراض و مفاد کے محدود دائرے میں محصور کر دیا ہے، جہاں ہماری اپنی غرض ہو اور اپنا مفاد پیش نظر ہو وہاں ہم دوسروں کو ان اخلاقی قدروں کا سختی سے پابند دیکھنا چاہتے ہیں اور جب دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ان پر خود عملدرآمد کا وقت آئے تو ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم کہاں تک حسنِ اخلاق کے پابند ہیں اور زندگی میں کس حد تک اخلاقی قدروں کو نافذ کرتے ہیں۔

بقیہ: اعداد و شمار

اس سال کل ۸۷۹۳۶۸ فرزندانِ توحید نے فریضۂ حج ادا کیا جبکہ پچھلے سال ۱۴۰۰ھ میں حجاج کرام کی تعداد ۸۱۲۸۹۲ تھی اس طرح اس سال پچھلے سال کی نسبت ۶۶۴۷۶ زیادہ حاجی تھے۔

سب سے زیادہ حاجی نائجیریا سے آئے جن کی تعداد ۱۰۰۳۰۰ تھی جبکہ دوسرے نمبر پر مصر ۸۳۹۰۷، تیسرا نمبر ایران ۷۵۳۹۱ اور چوتھے نمبر پر پاکستان ہے جس کے حاجیوں کی تعداد ۶۹۳۴۳ ہے اور پانچویں نمبر پر انڈونیشیا کے ۶۹۰۰۲ حاجی ہیں۔ سب سے کم حاجی ملک زائر سے آئے جن کی تعداد صرف ۱۸ ہے۔

مدینہ منورہ سے — محمد ہاشمی

حج بیت اللہ اور ایام حج

آج کل موسم حج میں یہاں آدمی بہت ہی مصروف ہوتا ہے۔ پھر بھی دوست احباب یکم ستمبر بعد نماز عشاء مسجد خلیل اللہ چلے آئے۔ سفیر ختم نبوت نے جلسہ سے خطاب کرنا تھا۔ حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی نے اپنی تقریر میں ---------

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - -

غلط ترجمہ - - - - - - - - - - - -

قرآن پر حکومت پاکستان کی طرف سے پاکستان میں پابندی لگانے پر صدر پاکستان اور گورنر پنجاب کو خراج تحسین پیش کیا اور ساتھ مطالبہ بھی کیا کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ مولانا چنیوٹی صاحب نے حکومت سعودیہ اور خصوصاً شاہ فیصل شہید کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ فرمایا کہ شاہ فیصل مرحوم و مغفور نے اپنے تمام سفارتخانوں کو حکم جاری کیا تھا کہ کسی مرزائی کو ویزا جاری نہ کیا جائے۔ اس سے پہلے کئی دنوں تک مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی کی مسجد نبوی میں تقریریں مختلف موضوعات پر ہوتی رہی ہیں جس کی خصوصی اجازت یہاں کے حکام نے دی ہوئی تھی۔

~ . ~ . ~

یہاں ریڈیو پاکستان سے چوہدری ظہور الٰہی کے قتل کی خبر سن کر پاکستانیوں میں بے چینی پھیل گئی۔ چودھری ظہور الٰہی مرحوم کی سیاست سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، لیکن بذات خود چودھری صاحب نڈر اور بے باک انسان تھے۔ وہ اپنے موقف کے پکے تھے۔ ظالم سفاک قاتلوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا گیا تو پھر کوئی بھی سیاسی سماجی شخص اپنی جان کو محفوظ نہیں سمجھے گا۔ مرتضیٰ بھٹو نے بی بی سی کے نمائندہ کو ٹیلیفون پر بتا دیا کہ یہ ظالمانہ کاروائی دہشت پسند تنظیم الذوالفقار نے سرانجام دی ہے۔ یہ الذوالفقار گروہ ہے جو اصل میں کمیونسٹ دہریہ گروپ ہے جو وقتاً فوقتاً اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے برسرپیکار رہے۔ ایسے دہریہ کمیونسٹ گروپوں کو کچلنے کے لئے سی۔ آئی۔ ڈی جیسے اداروں کو متحرک اور فعال ہونا چاہیئے۔

❊ ❊ ❊

سکھوں کی خالصتان تحریک کے کارکن انڈین ایئر لائنز کا ایک طیارہ اغوا کر کے پاکستان لائے تھے جسے حکومت پاکستان نے نعمائی قزاقوں سے معہ مسافروں کے چھڑوا کر حکومتِ ہند کے حوالہ کر دیا ہے۔ اس اقدام نے دوسرے ممالک خصوصاً سعودی عرب میں بہت اچھا تاثر چھوڑا ہے اور بیرون ممالک پاکستانیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ اس جہاز کے اغوار سے کئی اندیشے جنم لے رہے تھے۔

~ . ~ . ~

ادائیگی حج سے چار پانچ روز قبل مدینہ منورہ۔ ینبع۔ رابغ۔ جدہ۔ طائف۔ ریاض۔ حائل۔ جبیل۔ تبوک اور اسی طرح سعودی عرب کے دوسرے شہروں سے یہاں پر رہنے والے مقامی اور غیر مقامی لوگ بائی ایئر۔ بسوں۔ ٹرک۔ خط۔ منی بسیں۔ ٹیکسیاں اور کئی قسم کی دوسری گاڑیوں سے حج پر جانے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف جلوس کی شکل میں ایک سیل رواں نظر آتا ہے۔ غیر ممالک سے آنے والے حجاج کرام تقریباً ۵ ذوالحجہ تک سعودی عرب میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہاں رہنے والوں کی ۵ ذوالحجہ سے حج کی چھٹیاں ہو جاتی ہیں بعض کی پہلے بھی۔۔ **لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک** تلبیہ نعروں سے فضا گونج اٹھتی ہے۔ اس دفعہ ۷ ذوالحجہ کی نصف رات سے دھند شروع ہو گئی تھی۔ یہاں کے ٹریفک حکام نے رات کے ڈھائی بجے کے قریب دھند کی وجہ سے حادثات کے خطرات کے باعث روڈ کے ساتھ ہی کھلے میدان میں ٹریفک روک دی تھی۔ سعودی گورنمنٹ ایکسیڈنٹ وغیرہ سے بچاؤ کی تدابیر پر سختی سے عمل کرتی ہے۔

۶-۷-۸ ذی الحجہ کو بیت اللہ شریف میں طواف کرنے والوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ آٹھ کی صبح سے ہی تلبیہ نعروں کے ساتھ احرام کی دو چادروں میں ملبوس حجاج کرام منیٰ کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں تاکہ سنت کے مطابق صبح ہی منیٰ پہنچ جائیں اور منیٰ میں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء اور پھر صبح کی نمازیں آرام و اطمینان سے ادا کر سکیں۔

۹ ذی الحجہ کو صبح سے ملتِ اسلامیہ کفن پوش خدا کے گھر کے حج کے جذبہ میں ڈوب کر تلبیہ نعرے لگاتے ہوئے میدان عرفات کی طرف پیدل اور مختلف گاڑیوں میں ایک ہی سمت رواں ہیں۔ میدان عرفات پہاڑیوں کے ساتھ کھلی جگہ ہے۔ پہاڑیوں میں جبل رحمت معروف پہاڑی ہے جس پر حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ یہی وہ عظمت و مرتبت کا مقام ہے جس کے قریب اونٹنی پر چڑھ کر احمد مصطفیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے لیے عظیم خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اسی پہاڑی جبل رحمت پر بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ یہاں پر ہر حاجی اپنی حج کی

قبولیت۔ گناہوں کی بخشش اور مغفرت کے لئے گریہ زاری کرتا مالک حی القیوم کے سامنے گڑگڑا رہا ہے۔ اپنی اولاد، گھر بار، آباؤاجداد تمام دوست احباب کے لئے دعا کر رہا ہے کہ اللہ رب العزت میری اور ہر مسلمان کی مشکل آسان کرے۔ بیرونِ ممالک سے آنے والے حاجیوں کے لئے معلموں کی طرف سے خیمے ہیں جس میں پانی بیٹرین وغیرہ کا مکمل انتظام ہوتا ہے۔ یہاں رہنے والوں کو جسے جہاں موقع مل جاتا ہے وہیں پر بیٹھ جاتا ہے اور ذکرو اذکار میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہاں ہر چیز کھانے پینے کی مل جاتی ہے۔ ظہر کے وقت زیادہ اجتماع مسجد نمرہ میں ہوتا ہے۔ حج کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے۔ مسجد نمرہ کی اس سال توسیع کی گئی ہے۔ پہلے بھی اچھی خاصی وسیع تھی۔ پھر بھی اتنی وسیع جگہ ہونے کے باوجود آس پاس کی سڑکوں اور کھلی جگہوں پر صفیں ہی صفیں نظر آتی ہیں۔ سعودی گورنمنٹ نے عرفات اور مزدلفہ کو جانے والی تمام سڑکیں بہت وسیع بنائی ہیں۔ جو لوگ حدودِ عرفات سے رش کی وجہ سے باہر بیٹھ جاتے ہیں، حکومت لاؤڈ سپیکر اور دیگر ذرائع سے انہیں بتاتی ہے کہ یہ جگہ حدودِ عرفات سے باہر ہے اور مغرب سے پہلے حدودِ عرفات سے کسی حاجی کو، پیدل ہو یا گاڑی میں، نہیں نکلنے دیتے۔ حدودِ عرفات پر عصر سے ہی مستقل پہرہ لگا دیا جاتا ہے۔ مغرب کے وقت توپ چھوڑ دی جاتی ہے اور پھر ہر حاجی مزدلفہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ ۹ ذی الحجہ کو مغرب سے جب مزدلفہ روانگی ہوتی ہے تو حاجی متشکرانہ جذبات اور مسرور چہرے لئے عرفات سے نکلتے ہیں کیونکہ اسلام کا پانچواں بنیادی رکن۔ حج کا ایک اہم رکن آج وقوف عرفات میں ادا ہو گیا ہے۔ یہ میدانِ عرفات جو ایک دن کے لئے خیموں کے اتنے بڑے شہر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ رات کو مزدلفہ ایک رات کے لئے بہت بڑے شہر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ مزدلفہ سے ہی شیطان کے لئے کنکریاں چنی جاتی ہیں۔ ۱۰ ذی الحجہ کو پوری دنیا کے مسلمان عیدالاضحیٰ مناتے ہیں حجاج کرام طلوعِ شمس کے بعد (جو اصل میں وقوف مزدلفہ کا وقت ہے) منیٰ کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ منیٰ پہنچ کر شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں پھر قربانی کرتے ہیں۔ پھر سر منڈوا کر احرام کی پابندی سے باہر آتے ہیں۔ اس کے بعد ۱۲ ذی الحجہ کو شام سے پہلے تک طوافِ زیارت کرنا ہوتا ہے جو کہ پہلے دن یعنی ۱۰ ذوالحجہ کو افضل ہے۔ ۱۱-۱۲ کو شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں اور ۱۲ ذوالحجہ تک وقوف منیٰ ہے

ایک بات عرض کرتا چلوں کہ وقوف مزدلفہ میں بعض لوگ کچھ غلطی یوں کرتے ہیں کہ عرفات سے مزدلفہ پہنچ کر کنکریاں چنتے ہیں اور پندرہ بیس منٹ رات کو ہی رہ کر منیٰ چلے جاتے ہیں اور رات کے وقت اس مختصر وقت کو ہی وقوف مزدلفہ سمجھ لیتے ہیں۔ ایک غلط فعل جو دیکھنے میں آیا کہ حاجی احرام باندھتے ہی فوٹو کھنچانا شروع کر دیتے ہیں۔ ویسے تو ہر جگہ فوٹو کھنچاتے نظر آتے ہیں مگر خاص کر حرم شریف کے اردگرد عرفات میں مسجد نمرہ کے پاس۔ جبل رحمت کے پاس۔ منیٰ میں شیطانوں کے پاس۔ قربان گاہ کے قریب حکومت کی طرف سے ممنوع ہے مگر پھر بھی یہ عام ہو رہا ہے۔ اگر حکومت اس طرف کچھ توجہ کرے تو مشکل نہیں کہ ان مقامات پر فوٹو کھنچنا بند ہو جائے۔

حاجیوں کی سہولت کے لئے حکومت بہت کچھ کرتی ہے۔ چنانچہ منیٰ میں مختلف اور کچھ ایسے انداز میں پل تعمیر کئے ہیں کہ ٹریفک جام ہونے کا احتمال نہیں ہے۔ اس کے علاوہ حرم کعبہ سے منیٰ آنے جانے کے لئے اور خود منیٰ کے بڑے پہاڑوں میں کئی سرنگیں بنائی ہیں۔ منیٰ سے عرفات تک پیدل چلنے والوں کا الگ راستہ ہے۔ وزارتِ صحت نے منیٰ میں اور مزدلفہ، عرفات میں کئی جگہوں پر ڈسپنسریاں کھولی ہوئی ہوتی ہیں۔ پیدل چلنے والے راستوں پر پانی کا بہترین انتظام ہوتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں تقریباً ہر جگہ ملتی ہیں۔ ہیئۃ الاسلامیہ کی طرف کئی زبانوں میں مذہبی کتب کا ذخیرہ ہوتا ہے جو کہ حاجیوں میں عام بانٹا جاتا ہے۔ العسکری کشفی جن کے کیمپ منیٰ عرفات میں ہوتے ہیں بلکہ مکہ مکرمہ میں مدینہ طیبہ میں بھی ہوتے ہیں، گمشدہ حاجی کو اپنی جگہ پر اور خاص طور پر معلموں کے خیموں تک پہنچانا ان کا کام ہوتا ہے۔ اس دفعہ سعودی گورنمنٹ نے حاجیوں کی فہرست جاری کی ہے جو کہ سعودی عرب میں رہنے والے مقامی و غیر مقامی لوگوں کے علاوہ ہے۔ یہ فہرست وزارت داخلہ مرتب کرتی ہے۔ بہرحال ان سب چیزوں کو کنٹرول کرنا اور ہر چیز وافر مقدار میں بازار میں لانا حکومت کا کام ہے۔ خدا اسے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی نصیب کرے۔ آمین۔

کل پاکستان مشاعرہ

گزشتہ ہفتہ پاکپتن میں مجلس فروغِ اردو ادب کے زیر اہتمام کل پاکستانی مشاعرہ برصغیر پاک و ہند کے معروف بزرگ شاعر و ادیب حضرت احسان دانش کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ مہمانِ خصوصی ڈی سی ساہیوال تھے۔ بزم کے روحِ رواں معروف قانون دان صفدر راجپوری نے سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے اور منظور اختر ایڈووکیٹ نے معاونت فرمائی۔ درج ذیل شعراء کرام نے شرکت فرمائی۔

حضرت احسان دانش۔ استاد دامن، ظہیر کاشمیری، فضیل ہوشیارپوری، مظفر وارثی، کلیم عثمانی، منیر نیازی، اسرار زیدی، منور سلطانہ، تلکستوی، آغاز برنی، دانش رضا دانش، شاہین نازلی، مرزا سعید بیگ، حامد میرٹھی، تشیم دہلوی، صفدر راجپوری، ممدوح کلروی، منصور حسین منظور

تعارف و تبصرہ — مدیر معاون کے قلم سے

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مصنف: مولانا حافظ مہر محمد میانوالی

ناشر: مکتبہ عثمانیہ نور باوا لے گوجرانوالہ

صفحات: ۱۸۰ کتابت و طباعت معیاری

قیمت: بارہ روپے صرف

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس قدسیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست صحبت و استفادہ کا شرف حاصل کیا اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور پرچم حق کی سربلندی کے [illegible] کہ ہر شعبہ میں وہ قربانیاں دیں کہ ان کا اجتماعی و انفرادی کردار قیامت تک کے انسانوں کے لئے مشعلِ راہ بن گیا۔

یہ قدسی صفات گروہ دین حق کے اوّلین حاملین کا طبقہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہادیٔ برحق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تربیت یافتہ اور ان کی مبارک و مقدس حیات کی تفصیلات کا امین بھی ہے، اسی لئے جاں نثاروں کے اس بے مثال طائفہ کے کردار اور گفتار دونوں کو دین حق میں سند کی حیثیت حاصل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے عیار اور دانا دشمنوں نے اس برحق دین کی براہ راست مخالفت کی بجائے اس کے اوّلین گواہوں یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کردار و عمل پر حرف گیری کر کے امت میں ان کے اعتماد کو کمزور کرنے کی حکمت عملی اختیار کی تاکہ قرآن و سنت کے ثبوت کا دارومدار جس گروہ کی عینی گواہی پر ہے وہ مجروح ہو جائے اور اسلامی اصول و احکام کو نفسانی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

صحابہؓ کی تمام قدیم و جدید تحریکات کا پس منظر یہی ہے لیکن اہلسنت والجماعت کے ائمہ اور علماء ہر دور میں ان تحریکات کا تعاقب کرتے رہے ہیں۔ تیسری صدی کے معروف بزرگ امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۲۶۰ھ) کا یہ ارشاد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مخالفت اور ان کے کردار و عمل پر حرف گیری کے مقاصد اور پس منظر کو پوری طرح اجاگر کرتا ہے:

"جب تم کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابیؓ پر تنقید یا تنقیص کرتے دیکھو تو یقین کر لو کہ وہ زندیق اور بد اعتقاد ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور قرآن بھی حق ہے اور ہم تک تو قرآن کریم اور سنن نبویہ صحابہ کرامؓ نے پہنچائی ہیں اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں کو مجروح کر دیں تاکہ کتاب و سنت سے اعتماد اٹھ جائے؛ حالانکہ یہ خود جرح کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ یہ زنادقہ اور بے دین ہیں۔"

(کفایہ البغدادیؒ ص۴۹)

گویا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صداقت و عدالت پر مکمل اعتقاد دین کے بنیادی تقاضوں میں سے ہے جسے پورا کئے بغیر دین کی مجموعی حیثیت مجروح ہو جاتی ہے۔ اہلسنت والجماعت کے اس موقف کی وضاحت میں قدیم اور جدید دور میں بے شمار کتابیں کم و بیش ہر زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اردو زبان میں بھی متعدد کتب اس موضوع پر موجود ہیں انہی میں سے ایک زیر نظر کتاب بھی ہے جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی کے ہونہار شاگرد مولانا حافظ مہر محمد میانوالی کی تصنیف ہے اور اس میں فاضل مؤلف نے قرآن کریم، حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب کا ذکر کرنے کے علاوہ معترضین کے متعدد اعتراضات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ کتاب پر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور حضرت مولانا محمد اسحٰق سندیلوی کی تقاریظ موجود ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمودؒ فرماتے ہیں:-

" اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا مہر محمد صاحب کو جن کی شبانہ روز کی محنتوں سے ایسی تالیف ترتیب پذیر ہوئی جس میں صحابہ کرامؓ کی عدالت کو قرآن کریم کی آیات بینات، احادیث صحیحہ اور اقوال ائمہ سے مبرہن کر کے انکی پاکیزہ سیرت اور مقام عالی کو امت کے سامنے واضح کر کے پیش کر دیا گیا اور ملحدین کے بے بنیاد مطاعن کا علمی و تحقیقی جواب مہیا کر دیا گیا۔ میں مولانا موصوف کے علمی استدلالات، حوالہ جات اور مولانا کے معتدل طرز بیان سے پوری طرح مطمئن ہوں۔"

باقی ص۱۶ پر

علامہ شمس الحق افغانی

ملّتِ اسلامیہ کے انحطاط کے بنیادی اسباب

ملّتِ اسلامیہ کے انحطاط کے بنیادی اسباب تین ہیں۔ حب المال۔ کراہیت الموت اور ربط مع اللہ کی کمزوری۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں یہ بنیادی اسباب انفرادی اور اجتماعی شکل میں موجود تھے تو باوجود اس کے کہ مسلمان اسباب کے اعتبار سے کسی طاقت کے ساتھ مقابلہ کے قابل نہیں تھے نہ افرادی طاقت مضبوط تھی، کیونکہ قابلِ مقابلہ افراد تاریخ اسلام کی پہلی لڑائی بدر میں ۳۱۳ تھے۔ مقابلہ کل اقوام عالم کے ساتھ تھا، بالخصوص ابتدائی مقابلہ قریش کے ساتھ تھا جن کی عددی قوت۔ مالی قوت مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔ شجاعت اور بہادری کا فطری جذبہ تقریباً یکساں تھا۔ سارے عرب تھے۔ اسی طرح مالی طاقت دشمنانِ اسلام کی بہت زیادہ تھی۔ مسلمان قوتِ لایموت کے لئے پریشان تھے اس حد تک کہ غزوۂ خندق کے دوران صحابہ کرامؓ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے تاکہ بھوک کا احساس نہ ہو۔

ایک صحابیؓ نے آکر شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے دامن اٹھایا۔ آپؐ نے دو پتھر باندھ رکھے تھے۔ اس کی وجہ سے صحابہ میں صبر اور استقلال کا جذبہ پیدا ہوگیا کہ نبیؐ خود برداشت کرتے ہیں جنگ میں راشن، سواری مال کے ساتھ وابستہ ہیں جب مسلمانوں کی مالی طاقت کمزور تھی تو اسی نسبت سے اور چیزیں بھی کمزور تھیں

لیکن حب المال کیا حب الوطن۔ حب الاولاد سارے رضائے حق کے لئے قربان ہوتے تھے۔ مال سے مراد عام معنیٰ ہے دولت ہو یا اقتدار۔ نہ مال کی لالچ سے ان کا دماغ بدل سکتا تھا نہ حب اولاد کی وجہ سے۔ کراہت الموت کی بجائے حب الموت تھا۔

رضائے الٰہی کے حصول میں جاں فروشی۔ جہاد فی سبیل اللہ۔ مرتبۂ شہادت حاصل کرنا ہر مسلمان بالغ و نابالغ۔ مرد، عورت کی مقصودِ حیات تھا۔ حضورؐ احد کی لڑائی کے لئے نکلے تو بہت سے بچے آئے اور عرض کی کہ ہمیں بھی اجازت دیجئے تاکہ اپنے سر خدا کے دربار میں پیش کریں۔ ایک بچہ آیا جس کی عمر پندرہ سال تھی اسے لے لیا اور دوسرے بچے کی عمر کم تھی اسے قبول نہ فرمایا۔ وہ رونے لگا۔ حضورؐ سے عرض کی کہ ہم دونوں کے درمیان کشتی کرائیے۔ میں اسے پچھاڑ لوں گا۔ چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ اس نے اس کو زمین پر دے مارا۔ لہذا اسے بھی اجازت مل گئی۔

اس لڑائی میں دو صحابہ سعد اور عبداللہ ابن جحشؓ ایک گوشے میں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ گئے۔ ایک نے دعا کی کہ اے اللہ آج میرا مقابلہ ایسے زور آور اور غضبناک کافر سے کرائے جو مجھے قتل کرے اور میری ناک کان کاٹ دے اور اے خدا جب میں تجھ سے ملوں اور آپ پوچھیں کہ اے عبداللہ یہ تیرے ناک کان کہاں گئے تو میں عرض کروں کہ تیری راہ میں کٹے۔ دوسرے نے دعا کی اے

اللہ! آج میرا مقابلہ ایسے شجاع اور دلیر کافر سے کرائیے کہ میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں۔

چنانچہ دونوں کی دعا قبول ہوگئی۔ خداوندِ ذوالجلال کے محبین و مخلصین کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں جان دینا اپنی انتہائی سعادت سمجھتے ہیں۔ موت بمقابلہ حیات انہیں زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اسلامی لڑائیوں میں ایسے واقعات بہت ہیں کہ صحابہ کی کم تعداد نے بڑی تعداد پر کامیابی حاصل کی۔

جنگ موتہ میں صحابہؓ کی تعداد کم تھی۔ مقابل میں قیصر کی فوج زیادہ تھی۔ جسم کے لحاظ سے بھی بڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ زید بن حارثہ پہلا امیر ہوگا۔ جب وہ قتل ہو جائے تو جعفرؓ بن ابی طالب امیر لشکر ہوں گے۔ اگر جعفرؓ بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ ابن ابی رواحہ سردار لشکر ہوں گے۔ اگر یہ بھی قتل ہو جائیں تو پھر مسلمان خود پسند کریں۔ چنانچہ تینوں جرنیل شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے خالدؓ ابن ولید کو امیر لشکر بنایا۔ آپؓ نے فوج کی ہیئت بدل دی۔ خالدؓ نے فوج کو جوش دلانے کے لئے خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ مقابل کی فوج سلطان کے لئے لڑ رہی ہے اور تم خدا اور محمد رسول اللہ کو راضی کرنے کے لئے لڑ رہے ہو۔ ہمارا بنیادی مقصد موت ہے۔ اس لڑائی میں خالدؓ کے ہاتھوں آٹھ تلواریں ٹوٹیں۔

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفرؓ کے بدن پر تلواروں اور نیزوں

کے ۹۰ زخم دیکھے۔ یہ سارے زخم بدن کے اگلے حصے پر تھے۔ پشت پہ ایک زخم بھی نہ تھا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے میں ۲۲ لاکھ مربع میل زمین قبضے میں آئی۔ یہ خدا کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ہوئی۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم الخ آج اگر امریکہ کسی کے ساتھ ہو جائے تو مقابل والا لرزتا ہے

؏ چوں خدا داری زغم آزاد شو

کیونکہ اس غم میں جان چلی جانے گی یا مال تو خدا تمہارے ساتھ محبوب کا کام کرے گا۔ اس کے بعد انقلاب آیا۔ حب المال جس میں حب الاقتدار بھی شامل ہے۔ یہ مرض مسلمانوں میں پیدا ہوا اور کراہیت الموت نے بزدلی پیدا کر دی۔ جو موت سے ڈرتا ہے وہ جانفروشی نہیں کر سکتا اور مسلمانوں کا تعلق باللہ بھی ختم ہوا۔ جب سے مسلمانوں میں انحطاط کا دور شروع ہوا۔ اس کی وجہ سے کراہیت الموت حب المال و الاقتدار ربط مع اللہ کی کمزوری تھی۔ انگریزوں کی تعداد کم اور مسلمان زیادہ تھے، لیکن انگریز نے فتح حاصل کی۔

سواتؒ صاحب کے زمانے میں جو لڑائی ہوئی اس میں دیندار آدمی تھے۔ انگریزوں نے شکست کھائی۔ انگریز کہتا تھا ہماری فوج بہت ہے۔ مقابل میں ایک فقیر لڑ کر ہمیں شکست دیتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے باہم مشورہ کیا اور فیصلہ ہوا کہ انہیں روپوں سے خریدا جائے۔ انہوں نے چند سرداروں کو رقم دے کر خرید لیا۔ وہ جنگ پر آمادہ نہ ہوئے۔ سواتؒ صاحب کو شکست انگریزوں کے مال نے دی۔ ان کی فوج سے شکست نہیں ہوئی۔ سوات صاحب نے دعا کی تو بھڑوں کا ایک لشکر انگریزوں کی فوج کو کاٹنے لگا۔ لہٰذا وہ بھاگ گئے۔

عیسائیوں نے چھ صدی ہجری میں یہ سکیم بنائی کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی دولت قبر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ دنیا میں ذات رسولؐ اور قرآن بے نظیر ہے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر سے نکالنے کا منصوبہ بنایا اور دو آدمی اس کام کے لئے مقرر کئے۔ انہوں نے روضۂ اطہر کے قریب ایک مکان کرایہ پر لیا۔ مسلمانوں کے بھیس میں وہاں پر درود و سلام صلوٰۃ صیام میں مشغول ہو گئے۔ اکثر لوگ ان کے معتقد ہو گئے۔

یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف سرنگ لگانے لگے اور مٹی جنت البقیع میں ڈال دیتے۔ یہ سرنگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب پہنچ گئی۔ اسی اثناء میں سلطان نور الدین زنگی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے ان دو آدمیوں کو خواب میں ان کے سامنے کر کے فرمایا کہ ان کتوں سے میری قبر کی حفاظت کرو۔ جب بادشاہ بیدار ہوا تو سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ کچھ دیر بعد پھر سو گیا۔ دوبارہ یہی خواب آئی۔ اس کے بعد پھر سو گیا اور تیسری مرتبہ بھی یہی خواب دیکھا۔ چنانچہ سلطان نے علماء کو بلا کر یہ خواب بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ مدینہ منورہ میں کوئی حادثہ ہے۔ لہٰذا بادشاہ فوری طور پہ تیز رفتار سواریوں پہ مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہ سفر سولہ دن میں طے کیا۔ مدینہ پہنچ کر تمام لوگوں کو انعامات تقسیم کرنے کے لئے جمع کیا۔ مدینہ کے تمام لوگ مرد و زن جمع ہوئے مگر وہ دو آدمی نہ آئے۔ لوگوں سے پوچھا کہ کوئی آدمی باقی تو نہیں رہا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ صرف دو بزرگ ترین آدمی رہ گئے ہیں جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور دنیا سے بے تعلق ہیں۔ بادشاہ نے انہیں بھی حاضر ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان دونوں کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ یہ وہی دو آدمی تھے جو بادشاہ نے خواب میں دیکھے تھے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تمہارا قیام کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم فلاں جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ بادشاہ ان کے ساتھ ہو لیا۔ جھونپڑی کا معائنہ کیا مگر کچھ نہ ملا۔ بالآخر اس نے مصلیٰ کی جگہ دیکھی مصلے کے نیچے ایک پتھر پڑا تھا۔ جب پتھر اٹھایا گیا تو نیچے ایک سرنگ نظر آئی جو حضور صلی اللہ کے جسد اطہر کے قریب پہنچ چکی تھی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم عیسائی ہیں اور یورپ کے عیسائیوں نے ہمیں دولت کی لالچ دی اور ہم لالچ میں آ گئے۔ بادشاہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور گورنر کو حکم دیا کہ سیسہ جمع کرو لہٰذا خندق کھود کر اس میں سیسہ ڈالا گیا۔

اگر بادشاہ صاحب کشف نہ ہوتا تو یہ عیسائی حضورؐ کے جسد اطہر کو نکال لیتے۔ یہ سب کچھ حب المال کے باعث ہوا۔

دوسرا واقعہ: چند آدمی آئے اور امیر مدینہ کے مہمان ہوئے۔ انہوں نے بہت سا مال امیر کو دیا۔ امیر اس میں مستغرق ہو گیا۔ امیر کو کہا کہ ہم تنہائی میں عبادت کرنا چاہتے ہیں اور جب تک ہماری عبادت پوری نہ ہو ہم نہیں نکلیں گے۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کھودنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مدینہ کی زمین پھٹ گئی اور اس میں دھنس گئے۔ ایک کے چادر کا پلو باہر رہ گیا۔ مدینہ کے بادشاہ کو علم ہوا۔ ان کا خیال تھا کہ نکالا جائے۔ یہ بھی حب المال کی وجہ سے ہوا۔

عبدالرشید نامی ایک آدمی حلوائی کا تھا اس کو عیسائیوں نے مال دے کر حجر اسود نکالنے کے لئے کہا۔ چنانچہ رات کے وقت اس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ ایک شخص حجر اسود نکال رہا ہے۔ وہ جاگ کر حرم شریف میں آیا اور اسے پکڑ لیا۔ یہ خبر اخبارات

ہیں بھی چھپی۔ بادشاہ نے اسے سزائے موت کا حکم دیا۔ لہذا صفا و مروہ کے درمیان پھانسی پر لٹکا دیا جس کی بدبو کی وجہ سے حاجی تنگ ہو گئے۔ پھر اس کی لاش کو کہیں دور پھینک دیا گیا۔

کراہت الموت: جنگ یرموک عیسائیوں کے ساتھ آخری جنگ تھی۔ جنگ کے دوران چند مسلمان گرفتار ہو گئے تو ہرقل نے کہا کہ جہاں میں بیٹھا ہوں یہ زمین بھی حضورؐ کی ہو جائے گی۔ اس نے ایک مسلمان کو پکڑا اور پوچھا کہ مسلمانوں کو کیوں فتح حاصل ہوتی۔ اس نے کہا کہ موت کو پسند کرتے ہیں۔ قیصر نے آپ کو کہا کہ میں آپ کو ولی عہد بھی بناؤں گا اور اپنی لڑکی کی شادی بھی کرا دوں گا۔ صرف اتنا کو کر جنگ یرموک میں میری شرکت مناسب نہیں تھی۔ آپ نے قیصر کی پوری حکومت کو ٹھکرا دیا اور کہا یہ تو زمین کی حکومت ہے اگر آسمان کی حکومت بھی دو گے تو میں ایسا کہنے کو تیار نہیں ہوں۔

قیصر حیران ہوا۔ پھر ایک کڑاہی منگوایا۔ اس میں تیل گرم کر کے اس میں ڈال دیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی اور منہ سے صرف اتنی بات نہیں نکالی۔ اس کی استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا انہوں نے شریعت کے معمولی کام کو بھی نہیں چھوڑا۔

دور انحطاط میں حب المال والاقتدار۔ کراہت الموت کس درجے میں ہے کہ آج اتنے بزدل نہیں ہیں اور نہ ان کو مال کی وجہ سے دھوکہ دے سکتے ہو۔ لاکھوں روپے سے ان کو غدار نہیں کرا سکتے سب سے بڑی ضلالت دولت و سلطنت کے منتہائے مقصود سمجھنے سے آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول:

انی لا اخاف علیکم الفقر
ولکن اخاف ان تبسط علیکم
الدنیا

مسلمانوں پر حب دنیا کی دولت عیش و عشرت کا پردہ پڑ گیا تو وہ صرف ملک گیری کشور کشائی زندگی کا حاصل سمجھنے لگے اور دولت ایمان کی بجائے سلطنت پر قانع ہو گئے۔ بادشاہوں نے ملک گیری جاگیر و خراج کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امت رہبری و راہنمائی سے غافل ہو کر رہ گئی۔ مسلمان باطل کے کورے رہ گئے۔

یہ مسائل اور مصائب پیدا ہی نہ ہوتے اگر مسلمان اسلام کے فی الواقعہ سچے نمائندے ہوتے اور تمام مسلمانوں کی عقلیں یورپ کی ایجادوں مرعوب نہیں کر سکتے۔ اگر فی الواقعہ خلوص قلب سے اسلام کی نمائندگی کے لئے کھڑے ہو جائیں

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم
الاعلون ان کنتم مؤمنین

(الحق)

بقیہ:- تبصرہ

نام کتاب	القول السدید فی جواب استخلاف یزید
مرتب	مولانا عبدالسلام
قیمت	درج نہیں
ناشر	کتب خانہ مدینہ لائق علی چوک واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

۷۲ صفحات پر مشتمل زیر تبصرہ کتابچہ مولانا عبدالسلام مدرس جامعہ اشاعت القرآن (حضرو) نے "القول السدید" نام کے ایک کتابچہ کے جواب میں مرتب کیا ہے۔ اس میں موصوف نے "القول السدید" میں شائع ہونے والی گستاخیوں کے بارے میں (۱۱) علماء کرام مفتیان دین کے فتوی جات اکٹھے کئے ہیں۔ آخر میں مولانا عبدالسلام نے خود بھی اس کتابچہ کی تردید میں لکھا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کتابچہ نا کافی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ محققانہ تحریروں کے ساتھ ایک مفصل کتاب تصنیف کی جائے تاکہ سادہ لوح مسلمان استخلاف جیسے گمراہ کتابوں سے متاثر نہ ہوں۔

تصحیح

گذشتہ سے پیوستہ شمارے میں "تیس پروانے شمع رسالت کے" پر شائع ہونے والے تبصرہ میں کتاب کی قیمت بیس روپے چھپی ہے جبکہ کتاب کی قیمت چالیس روپے ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔

بقیہ:- عطاء اللہ شاہ ۷

حکومت کے خلاف ٹکر لی جاتی رہی۔ شاہ جی وطن و ملت پاکستان کی خدمت کی راہ میں بڑے جری، مخلص اور پاکباز قافلہ سالار تھے جنہوں نے بڑے عزم و استقلال ملت اسلامیہ کی خدمت کی اور قربانیاں دیں اور اپنی عمر عزیز کے تقریباً گیارہ سال قید کی نظر کئے ملک و ملت کا یہ عظیم مجاہد ۶۳ سال کی عمر میں ایک سال کی علالت کے بعد ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو اپنے مالک حقیقی کے پاس چلا گیا۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کے عظیم اجتماع نے نماز جنازہ میں شرکت کی جو ان کی زندگی کی طرح ان کا آخری سوگوار اجتماع عظیم تھا۔

ریل اور جیل میں اپنی زندگی کے شب و روز گزارنے والا مجاہد اور واہ شاہ جی واہ اور آہ شاہ جی آہ کی باتیں سننے والا رہنما آج ملتان کے عام قبرستان میں ابدی نیند سو رہا ہے اور اس کی قبر سے یہ آواز اہل دل کو آج بھی رلا رلا دیتی ہے

آن گروہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

حفیظ رضا پسروری

خطیبِ اعظم ، بطلِ حریت ، امیرِ شریعت

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ رحمہ

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا اسم گرامی زبان پہ آتے ہی ذہن میں ایک عظیم خطیب اور رہنما کا تصور آجاتا ہے جس نے برصغیر کی آزادی ناموس رسالت کی حفاظت اور مسلمانوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مذہبی ذوق وشوق پیدا

> شاہ جیؒ نے تحریک خلافت تحریکِ ہجرت ، تحریک ترک موالات اور تحریک تحفظ ناموسِ رسالتؐ میں بھرپور حصہ لیا۔

کرنے میں عدیم النظیر خدمات انجام دیں اور بے مثال قربانیاں پیش کیں ۔ ان کی ذات قلندرانہ اداؤں اور سکندرانہ جلال کا حسین و جمیل مرقع تھی ۔ انہوں نے نصف صدی تک انگریزی استعمار کے خلاف بغاوت کا پرچم بلند کئے رکھا اور برصغیر کے کونے کونے میں اپنی خطابت کے شعلوں سے فرنگی دستار کو خاکستر کرکے رکھ دیا تھا ۔ ان کی آتش نوائی نے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر انگریز کی خانہ ساز نبوت کا قصر منہدم کر دیا تھا ۔ آزادی کے بعد انہوں نے پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کے مجموعی استحکام اور قوم میں جذبۂ جہاد کو اجاگر کرنے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ آج بھی ایمان کو تازگی بخشتے ہیں اور ہمیں اسلام اور پاکستان کی سربلندی کی دعوت دیتے

شاہ صاحبؒ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا خاص انعام تھے ۔ یہ الگ بات ہے کہ وقت نے اسلام اور ملک وملت کے نامور فرزند کو بھی اپنی روایتی غفلت اور بے نیازی کی نذر کر دیا ہے ۔ اس کے باوجود شاہ جی کی عظمت اپنی جگہ قائم ہے اور قائم رہے گی ۔ آج مسلمانوں میں مذہبی ذوق و شوق کی فراوانی ، عشقِ رسول کی نعتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے احترام کے لئے خاص احساس شاہ جی کے اس نعرۂ مستانہ کے فیض سے ہی ہے جو انہوں نے گذشتہ پچاس سال کے دوران برصغیر کے قریہ قریہ اور بستی بستی میں نہایت جرأت و بے باکی کے ساتھ لگایا۔

شاہ صاحبؒ علماء حق کے اس بابرکت کارواں کے آخری ہمسفر تھے جو گذشتہ صدی کے دوران شاہ ولی اللہؒ کی فکر کو تھامے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی دینی رہنمائی میں ملک و ملت کی آزادی اور دین اسلام کی عظمت کے لئے ایسی قربانیاں پیش کر گیا جن کی نظیر ملنا مشکل ہے ۔ شاہ جیؒ اس دور میں آئے جب برصغیر پہ انگریز حکمران تھا اور اس کے منحوس دور میں جہاں ملتِ اسلامیہ کی آزادی اسلام اور اسلامی تعلیم کا اہم تقاضا تھا تو دوسری طرف اسلام شعائر اسلام عقائد اسلام اور اسلام کی مجموعی اقدار کی حفاظت کرنا ہی ان کے اوّلین فرض میں تھا ۔ یہ دونوں کام شاہ جی کے نزدیک نہایت اہم تھے ۔

وہ مجاہدانہ انداز میں میدان میں اترے اور دنیا نے دیکھا کہ انہوں نے اپنی چالیس سالہ عظیم جدوجہد میں ایک طرف انگریزی استعمار کا دلیرانہ مقابلہ کیا تو دوسری طرف مسئلہ ختم نبوت کی نہایت بے باکی سے ترجمانی کی ۔

یہ شاہ جی کی قربانیوں اور خطابت کا ہی اعجاز ہے کہ آج ملت اسلامیہ انگریزوں کی بہت بڑی سازش سے محفوظ و مامون ہو کر عشق رسولؐ سے سرشار ہے ۔

شاہ جی اس عہد کے عظیم مسلمان رہنما تھے ۔ ان کے فکر و عمل کی بنیاد صرف اور صرف قرآن و حدیث تھے ۔ وہ قرآن و حدیث

> اسلام اور شعائر اسلام کی حفاظت کرنا ان کی زندگی کا نصب العین تھا

سے باہر رہ کر سوچنا کبھی گوارا نہیں فرماتے تھے۔ عشقِ رسولؐ ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، اور آزادیٔ ملک و ملت ان کا مقصدِ حیات تھا۔ الحمد للہ انگریز کی حکومت ان کی زندگی میں ختم ہوئی اور آزادی کے بعد پاکستان کے استحکام اور اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے انہوں نے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ ملک و ملت کے استحکام اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا والہانہ انداز جو وہ چھوڑ گئے ہیں وہ اپنی جگہ صد درجہ قابلِ قدر ہے۔ شاہ جی ۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۰ ھ

آپ کو سیاست سے روشناس کر دیا اور تحریک عدم تعاون نے جب شدت اختیار کر لی، آپ نے برصغیر کے کونے کونے میں اپنی سحر انگیز خطابت کے موتی بکھیر دیئے اور یہ آپ کی خطابت کا اولین دور تھا جس نے بالآخر آپ کو برصغیر کا خطیبِ اعظم بنا دیا۔

شاہ جی حنفی العقیدہ تھے۔ حضرت سید مہر علی شاہ گولڑویؒ سے بیعت کی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عبدالقادر رائپوریؒ سے بیعت ہوئے۔ قاری محمد طیب قاسمی مدظلہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں۔

کی آواز کو اسلام کی آواز سے تشبیہ دی۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے آپ کی حق گوئی کے لئے انہیں برصغیر کا مجموعی اظہار تشکر پیش کیا۔ حضرت حکیم الامت علامہ اقبال نے مردِ قلندر کہا۔ سبحان اللہ۔۔ شاہ جی نے تمام عمر موٹا کپڑا پہنا اور کھدر کبھی ترک نہ فرمایا۔ کہتے تھے کہ تہبند سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس ہے۔ خوراک ہمیشہ سادہ کھاتے تھے۔ جہاں جاتے بڑے بڑے لوگ خواہش کرتے کہ شاہ صاحب ان کے ہاں قیام کریں، مگر آپ یا تو مسجد کے حجرے میں ٹھہرتے یا

آزادیٔ وطن کے بعد امیرِ شریعت نے پاکستان کے استحکام اور اسلامی معاشرے کی فلاح کے لئے بیش بہا خدمات انجام دیں

مطابق ۱۸۹۱ء عظیم آباد (پٹنہ) میں پیدا ہوئے والد کا نام حضرت حافظ سید ضیاء الدین احمد اور دادا کا نام جناب سید نور الدین احمد تھا آپ کا سلسلہ نسب ۲۶ ویں پشت میں حضرت سیدنا امام حسینؓ سے جا ملتا ہے۔ ابھی تین چار سال کے تھے کہ والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کے دادا امیر سید عبدالسبحان کشمیر سے جا کر پٹنہ آباد ہو گئے تھے۔ جب شاہ جی سن بلوغت کو پہنچے تو اپنے نانا محترم اور نانی محترمہ کی رحلت کے بعد امرتسر تشریف لے آئے جہاں حضرت مولانا نور احمد پسروری، حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ اور مولانا غلام مصطفےٰ قاسمیؒ سے کسبِ علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد جب انگریزوں نے ہندوستان میں رولٹ ایکٹ نافذ کیا تو ملک میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور اسی غم و غصے کا نتیجہ جلیانوالہ باغ کے حادثہ میں رونما ہوا۔ ان حالات میں شاہ جیؒ نے اپنے

"ہر مرید اپنے شیخ کا اور ہر شاگرد اپنے استاذ کا محب ہوتا ہے، لیکن عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو مقام محبوبیت پر ملا کہ خود شیخ ہی ان کے گرویدہ ہو گئے۔ سید عطاء اللہ کی وفات کی خبر پہنچی تو شیخ بے اختیار رو پڑے اور رونے میں آوازیں تک نکل گئیں۔ جس کا شیخ اپنے مرید کی موت پر پھوٹ پھوٹ کر روئے اس کی محبوبیت کی کیا انتہا ہو سکتی ہے"۔

قاری صاحب قبلہ شاہ جیؒ کو ایک خطیب کے علاوہ ایک بے نظیر صاحب دل عارف کے طور پر بھی یاد کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ شاہ جیؒ کی روحانی عظمت کی ہمیشہ تصدیق فرماتے رہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے آپ کی باتوں کو عطاءِ الٰہی سے منسوب فرمایا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ نے آپ

اپنے کسی غریب عقیدت مند کے ہاں قیام فرماتے۔ چائے عموماً خود بناتے۔ پان کے لئے کتھا اور چونا بھی خود لگاتے۔ کبھی کسی کی غیبت نہ کرتے۔ سیاسی راہنماؤں کا حد درجہ احترام کرتے۔ تمام عمر اتحاد بین المسلمین کے لئے کوشاں رہے۔ اسلاف کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ اور ہمعصر علماء کی بے حد عزت کرتے۔

شاہ جی کو علم ادب اور شاعری سے بہت لگاؤ تھا۔ ہزاروں عربی، فارسی اور اردو اشعار زبانی یاد تھے جن کا اپنی تقریروں میں برمحل استعمال کرتے تو مجمع عش عش کر اٹھتا۔ شاہ جی خود بھی فارسی اور اردو کے اچھے شاعر تھے اور ان کا مجموعہ کلام سواطع الالہام کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ غالب کا یہ شعر اکثر اپنی تقاریر میں پڑھتے ؎

بے دل ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

شاہ جی گذشتہ ۶۰ ساٹھ سال کے تاریخی دور کی یادگار تھے جس میں انگریز کے

بقیہ صفحہ ۲۴ پر

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

قومی زبان
اور اس کا نفاذ۔ ایک جائزہ

مقتدرہ قومی زبان نے قومی زبان کے نفاذ اور اس کے مسائل کے سلسلہ میں ایک جائزہ لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس سلسلہ میں پاکستان کے مختلف علاقوں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے اصحاب سے خطوط کے ذریعے دریافت کیا تھا کہ وہ اپنے علم، مشاہدے اور تجربے کی روشنی میں بتائیں کہ قومی زبان کے نفاذ میں اصل رکاوٹیں ۔۔۔ موانع کیا ہیں؟ اور اس سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ خطوط کے علاوہ بھی ملاقاتوں میں اصحاب علم و عمل سے، نیز بہت سے اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین، مراسلات وغیرہ میں اہل قلم کے افکار سے استفادہ کیا گیا، خطوط، ملاقاتوں، مضامین اور مراسلات کے مختلف ذرائع سے جن حضرات کے خیالات سے یہ جائزہ مرتب کیا گیا ہے۔ ان کی تعداد دو ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔

اس جائزے میں جو افکار اور تجاویز پیش کی گئی ہیں، ان میں سے بعض کے بارے میں حکومت پہلے ہی فیصلہ کر چکی ہے۔ عدلیہ، تعلیم کے اداروں میں بھی اردو کے نفاذ و رواج کے سلسلے میں بعض اہم اور بنیادی فیصلے کر چکے ہیں۔ دفتری زبان کی حیثیت سے سرکاری دفاتر میں اردو کے عام رواج میں اردو کے ٹائپ رائٹر کے کلیدی تختے کے بارے میں کسی قومی فیصلے کا نہ ہونا بیان کیا جاتا تھا، لیکن وفاقی حکومت نے کلیدی تختے کو منظور کر کے اس رکاوٹ کو دور کر دیا ہے اور توقع یہ ہے کہ عنقریب اب یہ عذر باقی نہیں رہے گا بلکہ حکومت نے اردو ٹیلی پرنٹر کے کلیدی تختے کو منظور کر کے تو علم و ادب تعلیم و اشاعت اور صحافت و ابلاغ عامہ کے شعبوں میں قومی زبان کے رواج میں نہ صرف رکاوٹوں کو دور کر دیا ہے، بلکہ اس کے قبول عام کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ لوگوں نے ابھی اس فیصلے کی اہمیت پر غور نہیں کیا، لیکن اردو ٹیلی پرنٹر کے رواج کے بعد اندازہ ہوگا کہ قومی زبان کے حق میں اردو کی تاریخ کا یہ عظیم الشان اور بہت دوررس فیصلہ ہے۔ ثانوی درجات تک ذریعہ تعلیم کا فیصلہ اور امتحانات کی زبان کے سلسلہ میں محکمہ تعلیم کی جانب سے رعایت موجود ہے۔ عدالتوں میں قومی زبان کے استعمال اور رواج عام کے بارے میں ایک نہایت مسرت افزا خوش خبری پاکستان کے ذہین عدالت عالیہ کی زبان سے سن چکے ہیں۔ اسی طرح متعدد فیصلے، مشورے اور ہدایات پہلے سے موجود ہیں۔ ان پر صرف عملدرآمد کرانے کی ضرورت ہے لیکن یہاں ہم نے کسی ایسی تجویز کو بھی جس کے بارے میں پہلے ہی کوئی فیصلہ ہو چکا ہے حذف نہیں کیا ہے تاکہ جائزے میں اصحاب فکر و نظر اور اہل علم و دانش کے خیالات عوام تک بے کم و کاست پہنچ جائیں یہاں اس امر کی وضاحت بھی کر دینا مناسب ہوگا کہ ۔۔ جائزے میں شامل تجاویز سے متعلق بعض منصوبے مقتدرۂ قومی زبان میں پہلے ہی سے زیر تکمیل اور بعض زیر غور ہیں اور ایسی تجاویز جنہیں حکومت ہی زیر غور لا سکتی ہے ان کی جانب حکومت کی توجہ دلائی جا چکی ہے۔

ا۔ اس جائزے میں جن حضرات نے اپنے خیالات سے ہمیں استفادہ کا موقع دیا ہے، اس میں سے ۸۶٪ کی رائے ہے کہ قومی زبان کے نفاذ و رواج کے راستے میں کوئی واقعی مانع نہیں، اصل رکاوٹ نوکرشاہی کا مزاج ہے۔ وہ اسے پسند نہیں کرتا کہ انگریزی پرستی کی اپنی روایت کو چھوڑے اور اردو کو اپنائے۔ ممکن ہے بعض نوکرشاہ اسے اپنے لئے عزت نفس کا مسئلہ بھی سمجھتے ہوں۔

ان اہل علم کے خیالات کے مطابق اردو ٹائپ رائٹر کے استعمال و رواج سے کار دفتری کی ایک سطح پر آسانی اور تیز رفتاری ضرور پیدا ہو جائے گی، لیکن دفتروں میں بھی ایک خاص سطح تک تو تمام کام تحریری ہوتے ہیں، اس لئے ان کے نزدیک ٹائپ رائٹر کا عدم رواج قومی زبان کو دفتری زبان بنانے میں رکاوٹ نہیں

ہے اسی طرح ان کے نزدیک دفتری اصطلاحات کی کمی یا عدم دستیابی اصل مسئلہ نہیں ہے۔ اول تو ہر جگہ اصطلاح کی ضرورت پیش نہیں آتی اور اگر کسی اصطلاح کا استعمال ناگزیر ہو تو اسے انگریزی میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ان اہل علم نے غیر مبہم اور واضح الفاظ میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ صدر مملکت کو چاہیئے کہ وہ ایک آرڈیننس کے ذریعہ ایک مقررہ تاریخ سے تمام سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر میں قومی زبان میں کام کرنے کا حکم جاری فرما دیں، قومی زبان کا نفاذ و رواج ہو جائے گا اور کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔ نوکر شاہی کو جب تک اوپر سے ڈھیل ملتی رہے گی، یہ مختلف بہانوں سے قومی زبان کے نفاذ کو ٹالتی رہے گی۔ ان اصحاب کی رائے میں اصطلاحات مہیا ہو جانے اور اردو ٹائپ رائٹر آ جانے کے بعد بھی نوکر شاہی کے بہانوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔ مثلاً وہ ایک مدت تک اردو ٹائپ کاروں کی عدم دستیابی اور پھر ان کی سست رفتاری اور کبھی ان کی غلط ٹائپ کاری کے بہانے قومی زبان کے نفاذ و رواج کو کھٹائی میں ڈالے رکھیں گے یا کم از کم اس کوشش میں ضرور مصروف رہیں گے۔

۲۔ اہل علم میں سے ۷۹٪ حضرات نے انگلش میڈیم اسکولوں کے بندش، حوصلہ شکنی قومی زبان کی تدریس، ذریعہ تعلیم، قومی زبان میں امتحانات اور تحقیقی مقالات کی تیاری اور قومی زبان کے نصاب میں لائق اساتذہ سے مشوروں کی اہمیت پر زور دیا ہے

(الف) ان میں سے بعض حضرات کا اصرار ہے کہ تمام انگلش میڈیم اسکول فوراً بند کر دیئے جائیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اگر انہیں بند نہ کیا جائے تو یہ ضروری ہے کہ ان کا ذریعۂ تعلیم اردو کر دیا جائے۔ ان کے امتحانات اردو میں ہوں اور کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ ان کی نگرانی ہو سکے۔ اس سلسلے میں مشنری اسکولوں کو بھی مستثنیٰ نہ کیا جائے۔

(ب) بعض حضرات کا مطالبہ ہے کہ تمام گزیٹڈ اسامیوں کے لئے دفتری اردو کا امتحان لازم قرار دیا جائے۔

(ج) متعدد اہل علم نے مشورہ دیا ہے کہ ملازمت کے لئے ہر جگہ اور ہر سطح پر بالمشافہ ملاقات (انٹرویو) میں تبادلہ خیالات قومی زبان میں کیا جائے اور مقابلہ کے تحریری امتحانات بھی اردو میں ہوں۔

د۔ اس ضمن میں بعض اہل علم کی رائے ہے کہ پاکستان کی تمام جامعات میں تحقیقی مقالات (ایم اے، ایم فل، پی۔ ایچ ڈی) قومی زبان میں پیش کرنے کی پابندی لگائی جائے بعض خاص صورتوں میں انگریزی میں ان کا ترجمہ یا خلاصہ قبول کیا جائے؛ البتہ پاکستان کی صوبائی اور علاقائی زبان و ادب کے متعلق تحقیقی مقالات کو انہی زبانوں میں پیش کرنے کی اجازت بھی ہونی چاہیئے۔

(ھ) اس سلسلے میں یہ مشورہ بھی سامنے آیا ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ درجات تک تمام تمام مضامین کے اردو نصاب کی تیاری میں جہاں ان مضامین کے ماہرین سے استفادے کی ضرورت ہو وہاں اردو زبان و ادب کے ماہرین سے بھی مشورہ کیا جائے تاکہ علمی و فنی نصابی کتابوں میں زبان و بیان کے لحاظ سے بھی کوئی نقص باقی نہ رہے۔

۳۔ ارباب علم و مشاہدہ میں سے ۳۸٪ حضرات نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اندرون ملک شائع ہونے والے رسالوں، اخبارات اور کتابوں کے نام، ان پر تجارتی نشان (بورڈ) ڈائریکٹریاں، ڈائریاں، کیلنڈر اور ملکی مصنوعات کا تعارفی ادب قومی زبان میں ہو۔ ان کے دیگر مطالبات یہ ہیں کہ:

(الف) ڈاکخانہ، ریلوے، سینما کے ٹکٹ، اور موٹر گاڑیوں کے شناختی نمبر قومی زبان میں ہوں۔

(ب) دوائیں اور دیگر مصنوعات بنانے والے تمام غیر ملکی اداروں پر پابندی لگائی جائے کہ وہ اپنی جو اشیاء پاکستان برآمد کریں ان کے نام، ان کی خصوصیات، ان کے استعمال کی تراکیب وغیرہ ہماری قومی زبان میں ہوں۔ اگر یہ ادارے اس حکم کی پابندی نہ کریں تو انہیں اپنی مصنوعات پاکستان میں برآمد کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

(ج) ملکی اداروں کو بھی آرڈیننس کے ذریعے اس امر کا پابند بنایا جائے کہ وہ اپنی ہر قسم کی مصنوعات کے نام اپنی قومی زبان میں لکھیں اور ان کے تعارفی اور ان کے استعمال کی تعلیم پر مشتمل اشتہارات اور کتابچے قومی زبان میں چھاپیں؛ البتہ جو مصنوعات وہ برآمد کریں ان کے تعارفی ادب قومی زبان کے ساتھ انگریزی یا اس ملک کی زبان میں شائع کر سکتے ہیں جہاں وہ برآمد کی جائیں۔ ایسے اداروں کے لئے انکم ٹیکس میں رعایت کا اعلان بھی کرنا چاہیئے۔

زیادہ تر اہل علم کا خیال ہے کہ:

قومی زبان کے نفاذ و رواج کے راستے میں اصل رکاوٹ نوکر شاہی کا مزاج ہے

۴۔ ۳۰٪ اہل علم نے دفتری اصطلاحات کی تدوین اور علوم و فنون کی کتابوں کی تصنیف و تالیف کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ اس سلسلے میں متعدد اہل علم کی سفارشات کی یہ دفعات بنتی ہیں۔

(الف) دفتری اصطلاحات کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ تمام اصطلاحات یکجا کر کے چھاپی جائیں اور اس ضمن میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ انہیں ارزاں اور سہل الحصول بنایا جائے۔

(ب) مختلف علوم و فنون اور سائنسی کتابوں کا ترجمہ کرایا جائے اور وسیع پیمانہ پر ان کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ ان کی زبان و بیان سادہ اور آسان ہو۔ ان کتابوں کا ترجمہ تو اصحاب فن ہی سے کرایا جائے لیکن ان پر نظر ثانی اور زبان و بیان کی اصلاح کا کام زبان و ادب کے ماہرین سے کرایا جائے۔

(ج) اس سلسلے میں اردو صرف و نحو کے دونوں اجزا پر مشتمل ایک جامع اور تحقیقی قواعد کی کتاب کی ضرورت کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اسلوب ایسا سادہ ہو کہ وہ طلباء جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے وہ بھی بہ آسانی سمجھ سکیں۔ اس اہتمام کے باوجود کتاب جامع اور ایسی ہو کہ اس کے بعد قواعد کی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہ رہے۔

۵۔ ۲۹٪ اہل علم نے دو مطالبے کئے ہیں:

(الف) تمام سرکاری حکام اور اعلیٰ شخصیات پر یہ لازم کیا جائے کہ وہ سرکاری اور غیر سرکاری، رسمی اور غیر رسمی تقریبات اور ملاقاتوں میں قومی زبان کو اظہار خیال کا ذریعہ بنائیں اور کسی شدید ضرورت اور مجبوری کے بغیر انگریزی زبان استعمال نہ کریں۔

(ب) مختلف صوبوں اور مرکز کے مابین رابطہ کی زبان اردو کو قرار دیا جائے۔

۶۔ ۱۹٪ اصحاب علم نے یہ دو مطالبات کئے ہیں:-

(الف) ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ عدالتوں تک کارروائی اور فیصلوں میں اور اس سے متعلق اور ماتحت تمام دفتروں میں اردو کا استعمال کیا جائے۔

(ب) ٹیلی ویژن سے انگریزی فلموں کا فوری طور پر خاتمہ کیا جائے البتہ تعلیمی اور معلوماتی فلموں کو اردو میں ڈب کر کے) پیش کیا جائے۔

۷۔ ۷٪ اہل علم (اصحاب قلم نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اردو کے ادبی اداروں اور ادیبوں، مصنفوں اور شاعروں کی سرپرستی کرے۔

۸۔ ۴٪ اصحاب فکر و نظر نے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کئے ہیں:

(الف) ملک کے تمام شہروں میں تفریح کے مقامات پر بسوں کے اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں وغیرہ پر قومی زبان کے استعمال کے لئے رغبت دلانے کے لئے بورڈ آویزاں کئے جائیں جن پر اردو پڑھو، اردو بولو، اردو لکھو وغیرہ کے جملے لکھے ہوں

(ب) اردو ٹائپ رائٹر کا تمام سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر میں رواج عام کیا جائے۔

(ج) اردو ٹائپ اور مختصر نویسی کے مزید تربیتی ادارے کھولے جائیں۔

(د) قومی زبان کے نفاذ اور اس کے مسائل پر غور کرنے کے لئے حامیان قومی زبان کی ایک کل پاکستان قومی زبان کانفرنس بلائی جائے۔

(ھ) قومی زبان کے نفاذ کے لئے تحریک چلائی جائے اور اس میں پریس کا تعاون حاصل کیا جائے۔

بشکریہ "اخبار اردو" کراچی

بقیہ: بوسیدہ نظام حکومت

پارٹی اور جماعت کے جابرانہ اغراض کو پورا کیا جائے۔ ایسی حکمران جماعت جو اللہ کی نازل کی ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ شریعت کو نظر انداز کر کے اپنے احکام جاری کرے گی اور مسلمانوں پر اس کی پابندی لازمی قرار دے اور حکمران طبقہ شریعت کی حدود کو توڑ کر ظلم کی حدود میں داخل ہو جائے وہ خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکتی۔

ماہنامہ **محدث** لاہور

زیر ادارت حافظ عبد الرحمٰن صاحب مدنی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں آپ

اپنی دینی و اخلاقی اقدار کو اُجاگر کرنے!

دین و دنیا کے مسائل میں رہنمائی حاصل کرنے!

اور اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے

اس کا مطالعہ یقیناً آپ کے لئے سود مند ثابت ہوگا انشاء اللہ

آج ہی خریدار بنئے!

زر سالانہ -/۱۵ روپے   قیمت فی شمارہ ۱/۵۰ روپیہ

دفتر رابطہ

۹۹ ۔ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۔ ۱۴

بوسیدہ نظام حکومت

محمد ذوالفقار
لاہور

اسلامی دنیا کے کسی خطۂ سرزمین کو اسلامی ریاست قرار دیے جانے کے بعد اس میں شریعت کے احکام کو زیرِ عمل لانے کی بجائے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل ہو، اور ایسا نظام حکومت بروئے کار لایا جاوے کہ امیر مملکت اپنی مطلق العنان حکومت قائم کرکے حکومت میں غیر اسلامی ذہن رکھنے والے سرمایہ دار افراد کا اجتماع کرکے اپنی اور اپنی پارٹی کی طاقت کے بل بوتے پر ایک لادینی (سیکولر) ریاست قائم کرے، مسلمانوں کو خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے محروم کرے، خدا کی اس زمین پر ہر قسم کے سیاسی، معاشی اقتصادی ظلم قائم ہو جائیں اور اسلام کے اقتصادی نظام کو نظر انداز کرکے خود ساختہ باطل اور فاسد اقتصادی نظام بروئے کار لایا جائے۔ وہ تمام شرعی ٹیکس جن کی حدود اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا فرمان جاری فرما دیا ہے، کو نظر انداز کرکے خود ساختہ غیر شرعی ٹیکسوں کا نظام عوام پر مسلط کر دیا جائے اور ان ناجائز ٹیکسوں کے بوجھ تلے غریب عوام اتنے دب جائیں کہ ان کو اپنی زندگی برقرار رکھنے کے لئے ضرورت سے زیادہ جدوجہد کرنا پڑے۔ مگر توڑ مہنگائی ہو جانے سے غریب عوام خوشحال زندگی بسر نہ کر سکیں۔ شریعت کو مسخ کیا جائے اور اس کی قائم کردہ حدود توڑی جائیں اور خدا کی زمین پر فساد پھیلایا جائے۔ سربراہ مملکت، صدر جمہوریہ پارلیمنٹری حکومت قانون سازی کرکے ایسے احکام جاری کرے جو عوام کے لئے تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوں تو ایسا نظام حکومت نظام فاسد کی شکل اختیار کر جائے گا۔ نظام فاسد کی سیاست کسی ضابطہ اخلاق کی پابند نہیں ہوتی بلکہ غداری، عہد شکنی، جھوٹ، فریب، دھوکا اور مکر کا مرکز بن جاتی ہے۔ اسی نظام فاسد میں لوگوں کے اخلاق و کردار بگاڑے جاتے ہیں۔ خدا کے دین کے اندر فتنہ و فساد پیدا کیا جاتا ہے۔ نوجوان طبقے کی زندگی بداخلاقیوں کا نمونہ بن جاتی ہیں۔ عوام کو دینی علم حاصل کرنے کے مواقع فراہم نہیں ہوتے۔ مغربی نظام تعلیم رائج کرکے نوجوانوں کو مغربی لٹریچر پڑھایا جاتا ہے۔ نوجوان مغربی تہذیب اور مغربی افکار کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ مغربی افکار سے مرعوب ہو کر مغربی طرز پر سوچنے لگتے ہیں۔ ایسے مغربی طرز کے قانونی مدارس قائم ہوتے ہیں جہاں انسانوں کے بنائے ہوئے خود ساختہ قوانین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس بوسیدہ نظام حکومت میں فلمسازی کے اجازت نامے عام جاری کئے جاتے ہیں۔ رقص گاہیں، قحبہ گری دیکھنے میں آتی ہے۔ آوارگی، عریانی، بے حیائی، بے پردگی عام ہو جاتی ہے جس کی روک تھام کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ ریڈیو، ٹی وی میں فحش فلموں کی نمائش اور فلمی گانے نشر ہوتے رہتے ہیں۔ انتظامیہ کے مغربی تعلیم یافتہ افراد لادینی اور سیکولر دستور کے احکام جاری کرتے ہیں۔

اور ان غیر اسلامی قوانین کی روشنی میں حکومت کے فرائض سر انجام دیتے ہیں اور تمام پالیسیاں انہی قوانین کے تحت وضع کرتے ہیں اور محکموں میں ظلم قائم کرتے ہیں۔ رشوت خوری پورے عروج پر ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ کے اراکین رشوت خور بدعنوان افسروں کا تحفظ کرتے ہیں۔ فسق اور فجور عام ہو جاتا ہے۔ لادینی طاقتیں مسلمانوں کے عقاید بگاڑتی ہیں۔ فاسد اور باطل اصول تجارت رائج ہو جاتے ہیں۔ حکومت ان کی روک تھام کے لئے کوئی عملی قدم نہیں اٹھاتی۔ بڑے تاجروں، صنعتکاروں، کارخانہ داروں اور سرمایہ دار طبقے کا حکمران جماعت اور انتظامیہ کے ساتھ گٹھ جوڑ ہوتا ہے۔ اس بوسیدہ نظام حکومت میں ایسے اقدام کئے جاتے ہیں کہ اسلام کو مسلمانوں کی زندگی سے بہت دور دھکیل دیا جاتا ہے۔ حکومت اپنے حدود اقتدار میں اسلام کے خلاف احکام جاری کرکے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دیتی ہے۔ حکومت کا تمام لین دین سودی کاروبار پر سرانجام پاتا ہے۔ مسلمانوں کو خدا کی ہدایات اور اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکال کر غیر اسلامی معاشرے میں ڈبو دیا جاتا ہے۔ شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کا کاروبار پوشیدہ طور پر کیا جاتا ہے۔ اسلامی معاشرے کی امارت گو گناہ، نافرمانی، بغاوت، سرکشی کی بنیادوں پر استوار کیا جاتا ہے۔ عدالتوں میں مسلمانوں کے مسائل کا حل انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق تلاش کیا جاتا ہے۔ جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی روزمرہ زندگی سے اسلام کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ ایسا نظام حکومت جس میں امیر ملت اور حکمران جماعت نہ ما حق کی امین ہو اور نہ ہی خدمتِ خلق کی خادم۔ ایسا نظام حکومت مسلمانوں کے درمیان بروئے کار لایا جائے جس کے ذریعہ صرف شخص واحد یا کسی (باقی صہ پر)

سید عطاء الرحمٰن جعفری

حکایات الصالحین

حضرت محمد واسعؒ کے پاؤں میں زخم تھا۔ اسے دیکھ کر ایک شخص نے کہا حضرت آپ کے اس زخم کو دیکھ کر آپ سے بہت ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔

حضرت نے فرمایا "یہ زخم جب سے ہوا ہے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ یہ کیا کم ہے کہ یہ زخم آنکھ میں نہیں ہے۔ پاؤں میں ہے"۔

~ . ~

حضرت معاذؓ بن جبل نے حضرت ابو موسیٰؓ سے پوچھا "تم شب میں کیا کرتے ہو"۔ انہوں نے فرمایا "تمام رات جاگتا ہوں اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کلام مجید کی تلاوت کرتا ہوں"۔

حضرت معاذؓ نے فرمایا "میں پہلے تو سوتا ہوں اور پھر جاگتا ہوں اور اپنے سونے میں بھی عبادت کی نیت رکھتا ہوں"۔

پھر دونوں نے یہ باتیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا "معاذ! تم سے زیادہ فقیہ ہیں"۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی شانِ عجز و انکساری کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھتے تھے۔ اپنی زندگی میں صرف ایک واقعہ سے آپ نے یہ سبق حاصل کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ آپ دجلہ کے کنارے جا رہے تھے۔ ایک حبشی کو دیکھا جو ایک عورت کے ساتھ بیٹھا ہوا صراحی میں سے کچھ پی رہا تھا۔ آپ نے حسبِ عادت خیال کیا کہ یہ شخص مجھ سے بہتر ہے۔ پھر خود ہی فیصلہ کیا کہ شاید یہ شخص مجھ سے بہتر نہ ہو۔ ابھی قلب مبارک میں یہی خطرات گزر رہے تھے کہ دجلہ میں آپ کی نظر ایک کشتی پر پڑی جو کہ چشم زدن میں دریا کی طوفانی لہروں میں ٹکرا کر غرق ہو گئی اور سات آدمی جو کشتی میں سوار تھے ڈوبنے لگے۔ حبشی فوراً پانی میں کود پڑا۔ اور چھ آدمیوں کو پانی میں سے نکال لایا پھر وہ حضرت خواجہؒ کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے حضرت خواجہؒ سے کہا، "درویش پاک دل! اگر تم واقعی مجھ سے بہتر ہو تو جس طرح چھ ڈوبنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ نجات دلائی ہے تم ایک ہی کو دریا سے نکال لاؤ"۔ اور توقف کرنے کے بعد پھر کہا، "امام المسلمین حضرت خواجہؒ! یہ عورت میری ماں ہے اور صراحی میں محض پانی ہے۔ میں صرف آپ کی قوتِ نظر کا امتحان لے رہا تھا"۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے باندازِ نیاز حبشی کے قدموں میں سر رکھ دیا اور معذرت خواہ ہوتے ہوئے آپ نے فرمایا، "مردِ خدا جہاں آپ نے چھ آدمیوں کو غرق ہونے سے نجات دلائی ہے مجھے بھی دریائے کبر و غرور سے نجات دلاؤ"۔

حبشی نے کہا، "اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے۔ اللہ آپ کے دل کی آنکھوں کو سدا روشن رکھے"۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے خود کو کسی سے بہتر ہونے کا تصور بھی نہیں کیا۔

~ . ~

حضرت شبلیؒ نے ایک دن بازار سے ڈیڑھ دانگ میں ایک پرانی گدڑی اور نصف دانگ میں ایک ٹوپی خریدی۔ دونوں کو زیبِ تن فرمایا۔ اس کے بعد حضرت پر ایک عالم طاری ہوا اور آپ باآوازِ بلند بازار میں کہتے پھرتے لگے۔ "دو دانگ میں صوفی کو کون خریدے گا۔" مطلب یہ کہ اگر کوئی بظاہر صوفی بننا چاہے تو دو دانگ میں بن سکتا ہے۔

> ترجمان میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (ادارہ)

بقیہ: شہر شہر سے

علماء قاری الطاف حسین عمر نے دعائیہ کلمات میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے لئے دعائے مغفرت کی اور مختلف قراردادوں کے ذریعے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق سے وفاق المدارس کی سند کو غیر مشروط ایم اے تسلیم کرنے۔ فارغ التحصیل علماء کو ترجیحی بنیادوں پر کالجز یونیورسٹیوں میں پروفیسر و قاضی مقرر کرنے۔ گومل یونیورسٹی کا نام مفتی محمود یونیورسٹی رکھنے۔ ملک میں مولانا مفتی محمودؒ اکیڈمی قائم کرنے اور سکولوں میں قراد کی تقرریاں کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ منگلا کی قریبی آبادی کو خصوصی طور پر ترجیحی بنیادوں پہ بجلی فراہم کریں۔ مگر تحصیل جہلم کو اولین فرصت میں بجلی فراہم کی جاوے۔

اشاعت اسلام کانفرنس

گزشتہ دنوں جامعہ اشاعت الاسلام جامعہ آباد میں منعقدہ اشاعت اسلام کانفرنس میں جامعہ اشاعت الاسلام کے سرپرست حضرت مولانا محمد اسحٰق کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ سپاسنامہ میں مولانا موصوف کی دینی، مذہبی، مسلکی خدمات کو سراہا گیا اور ادارہ کی سرپرستی کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

مولانا اسحاق صاحب متحدہ عرب امارات کے اسلامی مشن اور آزاد کشمیر کی اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی ہیں۔

اجتماع تین دن جاری رہا اور اس میں کل سات نشستیں منعقد ہوئیں۔ جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سرحد کے صدر جناب نجیم خان اور پشاور یونیورسٹی جمعیۃ کے صدر اور ممتاز طالبعلم راہنما جناب گل شاہ حنیف سالک نے بھی اجتماع کی تیسری نشست سے خطاب فرمایا۔

آئندہ صوبائی تربیتی اجتماع

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام آئندہ ماہ تربیتی اجتماع مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ نومبر بروز بدھ-جمعرات، جمعہ بہاولپور شہر میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلہ میں تفصیلی اعلان جلد کر دیا جائے گا۔ تمام احباب مطلع رہیں۔

مجلس شوریٰ کا اجلاس اور اہم فیصلے

۲۲ اکتوبر بروز ہفتہ تقریباً دو بجے دن مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت جناب نعیم اقبال اعوان صدر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ جلاس میں جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی مجموعی تنظیمی صورت حالات کا بالتفصیل جائزہ لیا گیا۔ اور نہایت اہم فیصلے کیے گئے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان صوبہ پنجاب کی مجلس عمومی کا اجلاس دسمبر کے آخری عشرے میں لاہور میں منعقد ہوگا اور اس میں پنجاب جمعیۃ کے الیکشن منعقد کیے جائیں گے اور اس دوران صوبائی اور مرکزی قائدین صوبہ بھر کا تفصیلی دورہ کریں گے ان کے دورہ کا اعلان اور تفصیل جلد شائع کر دی جائے گی۔

چارسدہ کالج میں جمعیۃ طلبہ اسلام کے عہدیدار

جمعیۃ طلبہ اسلام کا ایک اجلاس گورنمنٹ کالج چارسدہ میں ناظم جمعیۃ جناب نعیم محمد کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں کالج میں الیکشن کے لئے درج ذیل عہدیداروں کو نامزد کیا گیا۔

صدر	مرتضیٰ خان درانی
نائب صدر	ساجد کمال ساجد
جنرل سیکرٹری	دل خان
جوائنٹ سیکرٹری	عبدالغفور

کلاس نمائندگان

تحفہ رشاہ آفریدی، محمد اجمل خان یونس خان اور اشتیاق احمد

ڈیرہ اسماعیل خان

جمعیۃ طلبہ اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب محمد طارق صدر جمعیۃ طلبہ اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی صورت حالات کا بالتفصیل جائزہ لیا گیا۔ ڈگری کالج ڈیرہ اسماعیل خان میں جمعیۃ طلبہ اسلام کے پینل کا اعلان کر دیا گیا ہے جس کی تفصیل عنقریب شائع کی جائے گی۔

حاصل پور

حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی یاد میں جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان حاصل پور ضلع بہاولپور کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب محمد اسلم غوری منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی آفس سیکرٹری جناب محمد یٰسین مجاہد تھے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب عمر فاروق چوہان نے قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی حالات زندگی پر روشنی ڈالی۔ مہمان خصوصی جناب یٰسین مجاہد نے حضرت مفتی صاحب مرحوم کی ذات کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

حکیم ابوسہل بکر بن عبدالعزیز نیلی

معقولات و معالجات میں کامل دسترس رکھتا تھا۔ نیشاپور اس کا آبائی وطن تھا اور اسی شہر میں فن میں کمال حاصل کیا۔ مسائل حنین کی مبسوط شرح لکھی۔ اس کے اقوال میں سے ہے:

۱۔ راستی خرد کا ستون ہے۔
۲۔ طبیب جھوٹ نہیں بولتا کیونکہ جھوٹ خیانت ہے اور طبیب خیانت سے محترز ہوتا ہے۔

مرسلہ: عزالدضیاء

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب
کے زیر اہتمام
سہ روزہ تربیتی اجتماع
۱۸-۱۹-۲۰ نومبر
بروز بدھ، جمعرات جمعہ
بمقام بہاولپور شہر
منجانب: شعبہ نشر و اشاعت
جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

پڑھیئے

- سامراجی اور مخالف اسلام فتنوں سے خبردار رہنے کے لئے،
- دین میں تحریف اور انکار ختم نبوت [redacted] سے بچنے کے لئے،
- زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کا غلبہ قائم کرنے کی جدوجہد جاری رکھنے کے لئے،
- صحابہ کرامؓ وسلف صالحین کی تعلیمات کے مطابق اسلام کو سمجھنے کے لئے،
- اسلامی وحدت اور ملی استحکام کو برقرار رکھنے کے لئے،
- اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دینے کے لئے،
- کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے نفاذ کے لئے،
- مسلمان عوام کو متحد ومنظم کرنے کے لئے **ترجمان اسلام** پڑھیئے !!

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	فی پرچہ	صفحات
۶۵/- روپے	۳۳/- روپے	۱۷/- روپے	ایک روپیہ پچاس پیسے	۳۲

ہفت روزہ ترجمان اسلام، چوک رنگ محل، لاہور، فون ۶۷۷۱۵